Brahman Gazette

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۶۴

براہمن ماترین بھگتی پیدا کرنیوالا ماہانہ گزٹ

براہمن گزٹ

نمبر ۳	بابت ماہ جون ۱۹۳۱ء مطابق ہاڑ سمت ۱۹۸۸ بکرمی	جلد ۸

شفق پھوٹی فلک پر جا ملیں کرنیں ستاروں میں
صبا نے روح پھونکی سبزہ و گل میں ہزاروں میں
ترنم ہو رہا ہے ندیوں میں آبشاروں میں
چھڑی ہے ہر طرف آسا وری فطرت کے تاروں میں
سرودِ جانفزا تو بھی سنا دے براہمن اٹھ کر
کہ اہلِ درد کو کرتی ہے تیری خامشی مضطر

آنریری ایڈیٹر۔ پنڈت وِتستہ پرشاد فدا بی۔ اے
" اسسٹنٹ ایڈیٹر۔ بخشی رام لال سگین ...
مینجر : پنڈت شما ... جی ...

قیمت سالانہ (...)

فہرست مضامین

قواعد وضوابط

ط، ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کی طرف سے ہر ماہ کی ۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے (۲) اس کی سالانہ قیمت
صاحب کو ۱۲-۱۳ تاریخ تک رسالہ نہ ملے وہ اس کے متعلق مینجر براہمن گزٹ سے شکایت
ت کرنا کہ ہمیں گزٹ نہیں ملا کوئی معنی نہیں رکھتا (۴) جس صاحب کا پتہ
ت دفتر براہمن گزٹ میں اطلاع دے (۵) خط وکتابت کے وقت چِٹ
... ایڈیٹر کے ... (۶) ... اور روپیہ مینجر صاحب کے پاس گوجر خاں بھیجنا
ہے۔ اس کا تمام نفع براہمن گزٹ کے

اوم شری سارسوتئے نمہ

ہیں سب مخلوق میں جاندار اشرف ... زروئے عقل درجہ وار اشرف
مگر داناتریں ہیں ان میں انساں ... بشر اختر براہمن ماہ تاباں

براہمن گزٹ

بابت ماہ جون ۱۹۳۱ء مطابق ہاڑ سمت ۱۹۸۸ بکرمی

پُشپم پھلم توئم

یعنی وہ تقریر جو راولپنڈی ڈسٹرکٹ براہمن کانفرنس کے اٹھارھویں سالانہ اجلاس کی مجلس استقبالیہ کے صدر محترم شرمان پنڈت ونستہ پرشاد صاحب قدابی۔اے نے ۲۷ مئی ۳۱ء کو مقام گوجرخاں میں کانفرنس کی پہلی نشست میں کی

پیاری براہمن جاتی کی سچی سنتان۔ براہمن بہنو اور ماتاؤ اور بھائیو اور بزرگو! میں اس موقعہ پر پرماتما کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ مجھے راولپنڈی ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کی اٹھارھویں سالانہ کانفرنس پر یہاں کی مجلس استقبالیہ کی طرف سے آپ سب کے سواگت کرنے کا شرف بخشا گیا ہے۔ ہم سب اس بات کو بخوبی محسوس کرتے ہیں۔ کہ اس موسم میں جب کہ گرمی کافی سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔ آپ کا کانفرنس میں دور دور سے شامل ہونا آپ کے جاتی ہت کا نتیجہ ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے ہمارا دل اُتساہ اور جوش سے بھر گیا ہے۔ اور ہمیں یقین ہو گیا ہے۔ کہ جب آپ جیسی جاتی ہتیشی

جس سبھا یا سوسائٹی میں کام کرو۔ اس کے قائدے کا خیال رکھو

ڈیکیتیاں قومی خدمت کے لئے اپنے ذاتی آرام کی پرواہ نہ کرکے اس گرم موسم میں ایک جگہ پر مل بیٹھنے کے لئے تیار رہیں۔ تو یقیناً ہماری جاتی کے دن پھرنے والے ہیں۔ اور وہ دن دُور نہیں۔ جب کہ ہم اپنے کرتویہ سے دُنیا پر روشن کرسکیں گے۔ کہ ہمارے جسم میں اُنہی شاندار براہمن رشیوں کا خُون اور اُس خون کے ساتھ اُن کے فضائل کی تاثیر موجود ہے۔ جو دُنیا کی تہذیب اور دُنیا کے اخلاق کے سچے معنوں میں بانی ہو گزرے ہیں۔ پریہ بہنو اور پیارے بھائیو! کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ مغربی روشنی کے دلدادہ اور پراچین آریہ تہذیب سے نابلد لوگ بڑی بیدردی کے ساتھ براہمنوں پر طرح طرح کے بہتان باندھتے ہیں۔ کاش وہ کبھی براہمن جاتی کے ایثار اور تیاگ اور اُن مظالم کی داستان پر بھی نظر دوڑاتے۔ جسے اس رُوحانی دولت سے مالامال مگر گردش آسمانی کی ستائی ہوئی براہمن جاتی کی سرگزشت کہنا چاہیئے۔ اگر اُنہیں یہ علم ہوتا۔ کہ یہ اسی قوم کی ہمت اور جوانمردی ہے۔ کہ ۵۰۰ سال کے قریب بُدھ مت کے راجاؤں اور ایک ہزار برس کے لگ بھگ مسلمان بادشاہوں کے عہد حکومت کی پائمالی اور خستہ حالی کو شیر مادر سمجھ کر پی گئی۔ جس جاتی کو پندرہ سو برس سے کسی قسم کی حوصلہ افزائی کی صورت نظر نہ آئی ہو۔ بلکہ ہر پہلو سے حوصلہ شکن مناظر پیش آئے ہوں۔ اگر اُس نے اپنی پراچین سنسکرت تہذیب کو آج تک نابود ہونے سے بچایا ہے۔ تو ہندو جاتی کو جاتی دُنیا تک ان کا ممنون احسان اور شکر گزار ہونا چاہیئے ٭

یہ ہماری ہی براہمن جاتی کی ہمّت کا نتیجہ ہے

کہ آج تک اس قدر ناموافق حالات کے باوجود ہندو بچوں کی پیدائش۔ جات کرم نام کرن۔ مونڈن۔ اکھشر آرمبھ۔ یگیوپویت۔ بواہ وغیرہ مختلف سنسکاروں پر دہی سنسکرت کے شلوک اور ویدوں کی رچائیں پڑھی جاتی ہیں۔ جو بھاردواج۔ دشِشٹ۔ اتریہ۔ انگرس۔ پاراشر وغیرہ کے زمانے میں پڑھی جاتی تھیں۔ ہندو اب بھی اپنی جاتی کی دھرم پُستکوں کو اسی مان درشٹی سے دیکھتے ہیں۔ جس سے اُن کے ماتا پتا دیکھا کرتے تھے۔ ہندو آج تک اُنہی تیوہاروں کو بدستور منا رہے ہیں جنہیں آج سے ہزارہا سال پہلے براہمنوں نے نیت کرکے سارے بھارت ورش میں آنند کی ایک لہر پیدا کردی تھی۔ تیرتھ یاترا کے لئے پربتوں۔ ندیوں سمندروں کے دلآویز نظاروں کی سیر اب بھی لوگ اُسی نشٹھا سے کرتے ہیں۔ جیسا پہلے کرتے تھے۔ پریواروں کے مِل کر رہنے کی پرنالی بھی کم و بیش ویسی ہی ہے۔ ہاں چار آشرموں کے دوارا جاتیہ۔ شاریرک۔ مانسک اور دھارمک اوستھا کو ٹھیک رکھنے کا انتظام اب قریب قریب

معدوم ہوگیا ہے۔ کیونکہ حالات کچھ اور کے اور ہو گئے ہیں۔ تاہم ارو گیتا کے لئے پراتہ کال اٹھنا روزانہ نہانا پرماتما سے پرارتھنا کرنا۔ دو کال بھوجن پانا۔ ادکشٹھ نہ رکھنا۔ جوٹھے برتنوں کو بھلی بھانت صاف کرنا۔ بھوجن شالا کی صفائی۔ ہر مہینے دو تین دن برت رکھنا۔ رہائش کی جگہ کو ہون وغیرہ سے پوتر رکھنا اور مرتک شریر کو جلانا۔ یہ تمام کی تمام باتیں پراچین براہمنوں کی قائم کردہ ہیں۔ اور ہم نے مقدور بھر کوشش سے انہیں قائم رکھا ہے۔ ان حالات کی موجودگی میں براہمنوں پر کسی قسم کا بہتان لگانا ناشکر گزاری اور کفران نعمت ہے۔ جہاں اور لوگوں نے دُنیا کا دھن اور سمپتی جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں براہمنوں کے سینکڑوں خاندان سالہا سال تک اسی دھن میں لگے رہے۔ کہ ویدوں اور شاستروں اور اور دھرم پستکوں کو نسلاً بعد نسلاً زندہ رکھیں۔ اور ان کے مہوتو کو لوگوں تک پہنچائیں

دور جدید میں ولیم جونز کے سنسکرت ڈراموں کے تراجم پروفیسر میکس مُولر کی سنسکرت پستک مالا آریہ سماج اور مسز اینی بیسنٹ وغیرہ کی کوششوں سے آج کل کے انگریزی خواندہ طبقے کو بھی ہندو دھرم اور سبھیتا کا بہت کچھ پتہ لگ گیا ہے۔ لیکن اتنی صدیوں تک ہندو تہذیب اور ہندو دھرم کے گورو کو اونچا کرنے والی اگر کوئی جاتی ہے۔ تو وہ براہمن جاتی ہے۔ رانا پرتاپ براہمنوں کے پرتاپ ہی سے پرتاپ ہوا۔ اور سیوا جی گورو رام داس سمرتھ کی توجہ سے چھتر پتی بنا۔ پدمنی کے دل میں اگر کھشتریوں کی ویرتا اور پتی برت دھرم کا احساس تھا تو براہمنوں ہی کی مسیحائی کا اعجاز تھا۔ اب بھی ہندوستان میں اگر کوئی جاتی سنسکرت ہندو اور ہندو تہذیب کے تحفظ کی ٹھیکہ دار سمجھی جا سکتی ہے۔ تو وہ قوم براہمن ہے۔

بعض آدمیوں کا خیال ہے۔ کہ براہمنوں کی بزرگ شخصیتیں فقط چند گنی چُنی ہستیاں تھیں۔ جن کا ذکر ویدوں شاستروں اور رامائن مہابھارت جیسے اتہاسوں میں آیا ہے۔ یہ خیال سراسر غلطی پر مبنی ہے۔ کوئی صدی اور کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا۔ جس میں براہمن جاتی نے دھورندھر پنڈت اور سادگی اور ایثار مجسم کے نمونے دُنیا کے لئے پیدا نہ کئے ہوں۔ مذہب۔ فلسفہ علم الالسنہ۔ روحانیت وغیرہ میں تو براہمنوں کو دُنیا کی تہذیب کا پیش رو مانتے ہی ہیں۔ میں واقعات کی بنا پر ثابت کر سکتا ہوں۔ کہ حکمت۔ جیوتش۔ علم النجوم۔ حساب مساحت اور الجبرا وغیرہ جملہ علوم کے موجد اور بانی مبانی براہمن ہوئے۔ اور ہر زمانہ میں دُنیا بھر کے اُستاد رہے ہیں۔ جیوتش کا علم ۵۰۰۰ برس قبل مسیح سے لے کر اب تک براہمنوں کی

میراث چلا آیا ہے۔ اس حصہ کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ویدک جیوتش کا زمانہ۔ سنہ ۴۵۰۰ قبل مسیح سے لے کر سنہ ۱۲۰۰ ق۔م تک۔ اس زمانے کی ایک کتاب ویدانگ جیوتش اب تک موجود ہے۔ ویبر صاحب نے اس کتاب کو سنہ ۱۸۶۰ء کے قریب حاصل کیا۔ مہاراج تلک۔ جیکوبی اور دیکشت جیسے اصحاب کے اندازہ کے مطابق یہ کتاب ۱۴۰۰ ق م کی ہے۔ اور تھیبو اور بعض اور یوروپین محققین کا خیال ہے۔ کہ کم از کم ۲۰۰۰ برس قبل مسیح کی ہے۔

دوسرا حصّہ۔ ۱۲۰۰ قبل مسیح سے سنہ ۴۷۶ء تک۔ اس دور میں جیوتش سنہتیں تصنیف ہوئی اس دور کے رشی گارگ۔ پاراشر وغیرہ تھے۔ ڈاکٹر جی تھی بانٹ نے سنہ ۱۸۷۴ء میں نہایت فیصلہ کُن طریقہ سے ثابت کر دکھایا کہ ہندوؤں سے یونانیوں اور دیگر قوموں نے جیوتش سیکھا ہے

تیسرا دور۔ سنہ ۴۷۶ء سے سنہ ۱۱۵۰ء تک سدھانتوں کا دور کہلاتا ہے۔ اس دور کے مشہور ماہرین علم النجوم آریہ بھٹ (سنہ ۴۷۶ء میں پاٹلی پتر میں جنم ہوا) برہم پتر سنہ ۵۸۹ء۔ دراہم بیر گدھ میں سنہ ۵۰۵ء۔ بھاسکر آچاریہ سنہ ۱۱۱۴ء (بیجاپور میں پیدا ہوا تھا)

چوتھا دور کرن جوتش کا سنہ ۱۱۵۰ء سے زمانہ حال تک۔

برہم پتر جسے برہم گپتا بھی کہتے ہیں۔ ملتان کے قریب ایک گاؤں بھلامل کا رہنے والا تھا۔ اس نے حساب الجبرا کی کتب بھی لکھی ہیں۔ جن کے نام لیلاوتی اور بیج گنت ہیں۔ راجہ جے سنگھ والئے جے پور جو سنہ ۱۶۹۹ء میں تخت نشین ہوئے۔ علم جیوتش کے بے حد شائق تھے۔ اُنہوں نے یہاں ایک رسدگاہ بنائی۔ اور وہ دکن کے ایک مشہور پنڈت جگن ناتھ کی مدد سے اس شوق کو پورا کرتے تھے بعد ازاں اجین۔ بنارس اور متھرا میں بھی رسدگاہیں بنائی گئیں۔

اب بھی کاشی اور دیگر مقامات میں بعض ایسے ماہرین علم النجوم ہیں جو گنتی اور حساب سے ایسے ایسے نتائج اخذ کر لیتے ہیں۔ جو امریکہ کی رسدگاہوں میں مشاہدہ سے حاصل نہیں ہوتے۔ اسی طرح جیومیٹری۔ حساب اور الجبرا کا کمال بھی براہمنوں کے حصہ میں ابتدائے آفرینش سے اب تک آیا رہا ہے۔ بھاسکر تو سنہ ۱۱۱۴ء میں ہوا ہے۔ اس سے پہلے اور ناموں کے علاوہ لتا۔ آریہ بھٹ۔ دراہم بیر۔ سری دھر وغیرہ ہو گزرے ہیں۔ الجبرا کا نام اگرچہ عربی ماخذ سے لیا گیا ہے لیکن علم الالجبرا جس کو سنسکرت میں بیج گنت کہتے ہیں۔ کا موجد بھی آریہ بھٹ ہوا ہے۔ اہل اسلام نے ہی حساب اور الجبرا دونو علوم اہل ہنود سے تحصیل کئے۔

براہمنوں کا کام علم و فضل حاصل کرنا ہے

موسیٰ اور یعقوب نے الجبرا کے اصول برہم گپتا کی کتب سے سیکھے۔ اور مساحت پہلے پہل آٹھویں صدی میں ابراہیم ابن حبیب الفضاری اور بعد میں ابوالحسن و یعقوب ابن طارق نے سیکھی۔

علم الحساب کی بابت ڈی مارگن۔ ویبر اور پروفیسر والیس وغیرہ کی رائے ہے۔ کہ ہندوؤں سے پہلے علم الحساب کسی قوم کو نہیں آتا تھا خلیفہ ولید کے زمانہ میں (۷۰۵ء سے ۷۱۵ء تک) ہندوستان سے مہندسوں کی ایک جماعت سندھ سے منصور کے دربار میں پہنچی۔ پھر خلیفہ مامون کے عہد میں ۷۹۳ء کی اثنا میں موسیٰ نے جو کہ خلیفہ کے کتب خانہ کا لائبریرین تھا۔ علم الحساب کی ایک کتاب مرتب کی۔

ان باتوں کے لکھنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ براہمنوں نے تقریباً ہر صدی اور ہر زمانے میں تحصیل علم کو اپنی زندگی کا بہترین شغل سمجھا ہے۔ اور تعلیم کے میدان میں دنیاوی مشکلات کے باوجود پیش پیش رہنے کی کوشش کی ہے۔ اس گئے گزرے زمانہ میں بھی تعلیمی نقطہ نظر سے اگرچہ مجموعی طور پر براہمنوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ لیکن فرداً فرداً ہماری پیاری براہمن جاتی اب بھی ملک کی کسی اور قوم سے پیچھے نہیں۔ جس قوم نے پراچین رشیوں کے علاوہ پانینی جیسے ویاکرن۔ کمارل اور شنکر جیسے آچاریہ آریہ بھٹ اور مادھو آچاریہ جیسے مہاپرش اپنن کئے۔ اس قوم نے راجہ رام موہن رائے۔ سوامی دیانند سرسوتی۔ پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر۔ سوامی رام کرشن پرم ہنس۔ سوامی رام تیرتھ شری مان گووند رانا ڈے۔ گوکھلے۔ مہاراجہ دربھنگہ سرگیاشی۔ پنڈت مدن موہن مالویہ۔ بابو سریندر ناتھ بینرجی۔ بابو بنکم چندر چیٹرجی جیسے اب تک مہاپرش پیدا کر دکھائے۔ ان کے علاوہ بعض ایسے ودوان پرش ہیں۔ جنہوں نے اپنی یوگیتا سے دنیا میں عزت حاصل کی ہے ہائی کورٹوں میں گورداس بینرجی۔ سربھاشیم آئنگر۔ سرمدوسامی آئر جیسے یوگیہ براہمن جج اپنے قانون کی دھاک باندھ چکے ہیں۔ آشوتوش مکرجی اور سرپرتول چندر چیٹرجی بھی کلکتہ اور پنجاب کے جج رہ چکے ہیں۔ پنڈت موتی لال نہرو و پنڈت جواہر لال نہرو اسی قوم کے رتن ہیں۔ دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ اور راجہ ہری کشن صاحب کول پنجاب میں کمشنری کے عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ پنڈت پربھودت جی شاستری ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کلکتہ یونیورسٹی کے فلاسفی کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے اس قدر ڈگریاں حاصل کی ہیں۔ کہ جن کی گنتی کرتے کرتے آدمی تھک جاتا ہے۔ وی۔ سی رامن جنہیں حال میں دنیا کا مشہور نوبل پرائز ملا ہے۔ براہمن ہیں۔ اس شخص کی زبان میں وہ اثر ہے کہ وہ کئی... بیان کر سکتا ہے بمبئی کے

براہمنوں نے تو علم دوستی میں کمال کر دکھایا ہے۔ رائے بہادر پنڈت دیوی چند جی گوردوارہ ٹریبونل کے جج ہیں۔ پنڈت نانک چند ایم۔اے ایم۔ایل سی پنجاب کی مجلس قانون ساز کے مسلمہ لیڈر ہیں بھائی پرمانند ایم۔اے اسمبلی میں ہندوؤں کے نمائندے ہیں۔ اور ہندو سبھا کے لیڈر ہیں

حاصل کلام یہ کہ براہمن جاتی کے بہت سے رتن اس وقت بھی اپنے محاسن کے باعث ہندوستان کے ممتاز پایہ اصحاب میں کچھ کم درجہ امتیاز نہیں رکھتے۔ دھرم کی رکھشا کرنے والوں میں گوسوامی گنیش دت جی اور ان کے زیر اثر پرچار کا کام کرنے والے اکثر براہمن ہیں۔ آریہ سماج کے مہوپدیشک بھی کثرت سے براہمن ہیں۔ گوسوامی جی کے آتمک بل کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ کہ سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا کا تمام organisation ان کی ذات کے بغیر ایسا ہے۔ جیسا کہ روح کے بغیر جسم ؎

یہ سب ورن آشرم کی برکت ہے

اس قدر تفصیل کے ساتھ مجھے یہ براہمن جاتی کا ریکارڈ سنانے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی ہے۔ کہ میں آپ کی سیوا میں اپنا ایک دلی بھاؤ خاص طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ براہمن قوم کے اس تمام شاندار ریکارڈ کا سہرا براہمنوں ہی کی قائم کردہ ورن آشرم پرنالی کے سر ہے اگر ہندو قوم کی ایک خاص جماعت کے سپرد ساہتیہ اور دھرم کی رکھشا کا کام نہ کیا جاتا۔ تو آج تک رُوحانی حقائق سے لبریز پراچین گرنتھ زمانے کی دستبرد سے نہ بچ سکتے۔ اور اگر زمین کی کسی تہ سے دفینہ کی طرح مل بھی جاتے۔ تو آج اُن کے معانی سے باخبر کوئی آدمی نہ ملتا۔ لیکن آفرین ہے واضع قوانین منو کے یوگ بل اور مآل اندیشی پر۔ کہ اس نے براہمنوں کی ایک جماعت علیحدہ اس کام کے لئے مخصوص کر دی۔ جس کا جیون آدرش ہی ددیا ادھیین ہو۔ اور جو اپنے پراچین گرنتھوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھے۔ مجھے حیرانی ہے۔ کہ اس بات سے ہندو قوم کے بعض کوتاہ اندیش بھائی برافروختہ کیوں ہو رہے ہیں۔ اور وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ ذات پات کے سلسلہ کو بالکل نیست و نابود کیا جائے۔ اور ملک میں ایک ایسی دھمال چوکڑی مچائی جائے۔ کہ ہر ایک آدمی اپنے نسلی امتیاز کے بغیر براہمن کھشتری ویش میں جہاں چاہے گھس جائے اور کوئی اس کے راستہ میں حائل نہ ہو۔ جائے غور ہے۔ کہ آج کل کی ملازمتوں یا کار بیوہار کے لئے تو ورنوں کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہی نہیں۔ تو پھر کسی کو براہمن کہلوانے کی خاص ضرورت ہی کیا ہے یہ تو ایک خون کا تماشہ ہے۔ جو براہمن کے سپوت کو براہمن کہلواتی ہے۔ اور اُسے کرم دیش

اپنے رشیوں کے نقش قدم پر چلنے کی تحریک کرتی ہے۔

آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ اس وقت پنجاب میں ایک ذات پات توڑک منڈل قائم ہے۔ کچھ عرصہ سے یہ ایک عجیب پروپگینڈا کر رہا ہے۔ وہ یہ کہ ملک کے بعض ایسے اصحاب سے۔ جو مغربی تعلیم کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے ہندو دھرم کی خصوصیتوں سے محض بے خبر ہیں۔ اس قسم کی تحریریں حاصل کر رہا ہے کہ جات پات کا کچھ فائدہ نہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ جات پات ہندو قوم کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہے۔ برامھ سماجی یا دیگر آزاد خیال آدمیوں جنہوں نے ہندو دھرم کے عمیق تتووں کو کبھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی کے اس قسم کے ٹیفکیٹوں کا ہمارے دلوں پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ تاہم اس قسم کے پراپگینڈا سے شرارت کا ایک پلندہ کھڑا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس قسم کی غلط تحریک کا مقابلہ ہمیں نہایت زور شور سے کرنا چاہیئے۔ ہر ایک براہمن اپنا فرض سمجھے۔ کہ اپنے لواحقین اور احباب کے حلقہ میں اس تحریک کے خلاف نفرت پیدا کی جائے۔ کیونکہ اگر نظر غور سے دیکھا جائے۔ تو اس تحریک سے فقط براہمنوں کے ادھیکاروں اور گورو کو نقصان پہنچانا مقصود ہے۔ لیکن جب تک ہندو قوم میں ویدوں شاستروں اور ہندو دھرم کے بنیادی اصولوں کی قدر موجود ہے۔ تب تک ذات پات توڑک منڈل کی کوئی چال کارگر نہ ہوگی۔ بلکہ میرا دعوی تو یہ ہے کہ ہندوؤں کی جو دھرم سنستھا بھی براہ راست یا بالواسطہ اس قسم کی تحریکوں کی حمایت کرے گی۔ وہ خود بخود صفحہ ہستی سے معدوم ہو جائیگی۔ آؤ ہم تقریر اور تحریر کے ذریعے ہندوؤں کے ورن آشرم کی خوبیوں کو لوگوں کے دلوں پر واضح کر دیں۔ ہر ایک ورن کو یہ جتا دی جائے۔ کہ رشتہ ناطہ کی پابندیوں کو اپنے اپنے ورن تک محدود رکھو۔ اور اپنے اپنے ورن میں سب ایک ہو جاؤ۔ تاکہ چاروں ورنوں کا خون اہل ہند کے رگ و ریشہ میں مخلوط نہ ہونے پائے۔ اور جس وقت بھی ہماری قوم کو شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کا موقعہ ملے چاروں ورن ویدوں کی رچاؤں کے مطابق اپنے اپنے خون کی تاثیر سے براہمنوت ملکھ باسیت وغیرہ کا کام دے سکیں۔ ورنہ اپنی کوتاہ اندیشی سے اگر ہم نے اپنی پرکرتیوں کو نشٹ کر لیا۔ تو پھر مصر یونان اور روما وغیرہ کی قدیم اقوام کی طرح ہمارا نام و نشان بھی صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا۔ اور اس تباہ حالی کے ذمہ دار کون ہونگے۔ وہ آدمی جو اس وقت زمانہ کی دستبرد کا ساتھ دے کر اپنی قوم کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

براہمنتو کے چمتکار کی ضرورت ہے

لیکن میں اس موقعہ پر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس وقت براہمنوں کو براہمنتو

زمانہ کی رفتار کے ساتھ بہکنا درست نہیں

کے چمتکار دکھانے کی ضرورت ہے تاریکی کی فضا میں قدرتی طور پر جو خوف و ہراس پیدا ہو جاتے ہیں۔ اُن کے دُور کرنے کا اُپائے یہی ہے۔ کہ وہاں اُجالا کر دیا جائے۔ اسی طرح سے موجودہ براہمنوں کے خلاف جو گُن کرم سبھاؤ کے آوازے کسے جاتے ہیں۔ ان کا فقط ایک ہی اُپائے ہے۔ وہ یہ کہ براہمن ماتر کو گُن کرم اور سبھاؤ کے ذریعے بھی پورے طور پر براہمنتو سمپن کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہر ایک براہمن آلس کی نندرا تیاگ دے۔ اپنے بھوجن کو پوتر اور ساتوک بنائے ہندی اور سنسکرت سے سکھشت ہو جائے۔ اگنی ہوتر و دیگر نت کرم کا پابند ہو۔ سولہ سنسکاروں کو پورن ریتی سے کرا سکے۔ اپنی زندگی میں کسی ایسی چیز کا سیون نہ کرے۔ جس سے اس کے دماغ پر بے ہوشی وغیرہ غالب ہو سکے۔ بلکہ پان اور سیگرٹ وغیرہ فروعات سے بھی کنارہ کشی کی جائے سندھیا پتری ترپن وغیرہ نت کرم سے اس کے ہردے۔ اور آنکھوں سے براہمنتو کا چمتکار نکلے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ معاش بھی ہو۔ جس سے وہ آزادی اور نیک نامی سے اپنا گزارہ بخوبی کر سکے۔

براہمن مہاودیالہ کی ضرورت

اسی بات کو مدنظر رکھ کر ہماری راولپنڈی ڈسٹرکٹ براہمن سبھا نے ایک براہمن مہاودیالہ قائم کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ آزمائش کے طور پر اس ضلع نے اپنی سترہ ہزار براہمنوں کی آبادی میں ایک ودیالہ کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ضلع کے براہمن دیگر اضلاع سے مقابلتاً نردھن ہیں۔ یوں بھی موجودہ درسی تعلیم کے نقطہ نظر سے بھی بہت تعلیم یافتہ نہیں۔ ہمارے بزرگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ آؤ انہیں ایسی تعلیم دیں۔ کہ جن سے ان کا جیون تو پاکیزہ ہو جائے۔ اور ان میں غیرت اور خودداری کا خیال پیدا ہو جائے۔ پیٹ تو ناخواندگی کی حالت میں بھی کسی نہ کسی طرح سے پال لیتے ہیں۔ آؤ ان میں اپنے بزرگوں کی روایات کو تازہ کر دیکھیں آؤ ان کی زبان اور دل کو ویدوں کے شبدوں سے مانوس کریں۔ ملازمت کے دروازے تو یوں بھی ہندوؤں پر بند ہو رہے ہیں۔ آؤ انہیں سنتوش سے جیون گزارنا تو سکھائیں۔ آؤ انہیں مصیبت میں بھی ہنسنے کی تعلیم دیں۔ آؤ ان میں اپنی رُوحانی عظمت کا احساس تو پیدا کریں۔ اس خیال سے ہم گوجرخاں میں ایک براہمن مہاودیالہ کھولنے لگے ہیں۔ آپ سب سچے دل سے اشیرواد کریں۔ کہ ہمارا یہ مہان کاریہ سپھل ہو۔ اور سپھل کیوں نہ ہوگا۔ جب اس شبھ اوسر پر ہمارے درمیان تیاگ مورتی گوسائیں گنیش دت جی موجود ہیں۔ جن کے ہردے کے شُدھ سنکلپ سے ہزاروں طرح کی کٹھنائیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

اپنے بزرگوں کی میراث کو سنبھالو

راولپنڈی کے ضلع کے براہمنوں کی آن کا امتحان ہے

اب تک جس ویکتی کے آشرے پر یہ مہا ودیالہ کھولی جا رہی ہے۔ اس کا نام نامی شرمیان پنڈت لکھمی چند جی رندے ہیں۔ آپ موجودہ ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کے پردھان ہیں۔ اور ہندی اور سنسکرت کے پرچار کے سچے حامی ہیں۔ اور براہمن قوم میں سچے براہمن جیون کے از سر نو زندہ کرنے کے خواہاں ہیں۔ ان کے ساتھ ایک اور براہمن نوجوان بخشی ملک راج صاحب مھڑ جو بڑکی بدہال کے مشہور براہمن بزرگ بخشی جواہر مل کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ کا نام نامی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ انہوں نے آشرم اور ودیالہ کے لئے زمین دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر ان دو ہستیوں کی پیروی ضلع راولپنڈی کے دیگر اہل دولت و شردت کریں۔ یعنی عمر رسیدہ اصحاب بخشی لکھمی چند صاحب رندے اور نوجوان بھائی بخشی ملک راج صاحب کی پیروی کریں۔ تو ایک سال کے اندر اندر یہ ودیالہ نہایت اعلیٰ پیمانہ پر چلنے کے قابل ہو سکتا ہے ضلع راولپنڈی کے دیہات میں براہمن گاؤں ایسا نہیں۔ جہاں دل اور دولت والے اصحاب موجود نہیں۔ میں سرسوتی ماتا۔ بھگوان پرشورام کے پوتر چرنوں میں پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ اپنی قدرت کا کچھ ایسا معجزہ دکھائیں۔ کہ کل اپیل کے وقت سے پہلے پہلے یہاں کے اہل توفیق بھائی اس مہاودیالہ کے خزانے کو بھرنے کو تیار ہو جائیں۔

ہماری سبھا کے متعلق غلط فہمیاں

میں اپنی سبھا کے کارکنوں اور اپنی کمزوریوں سے بخوبی واقف ہوں۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ ہماری ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کے متعلق بعض حلقوں میں غلط فہمیاں بھی ہیں۔ لیکن میں اپنی پیاری جاتی کے تمام ارکان کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ ان تمام کمزوریوں کے ہوتے ہوتے ہم آپ کی سہائتا اور سرپرستی کے مستحق ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ ہم سب سبھا کو زیادہ سے زیادہ مفید اور کامیاب سبھا بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن تھوڑی سی جلد بازی اور ایک دوسرے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہم غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میں نہایت پریم اور نمرتا سے سب بھائیوں سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ ہماری تقصیر دل کا خیال نہ رکھتے ہوئے ہمارے کام کی مہانتا کو پیش نظر رکھ کر ہماری سہائتا کریں۔ جاتی کا

صرف اپنی ضرورتوں کا ہم پہنچانا ہی نہیں بلکہ جیون سے اونچا نہیں کے جانا

پریم ہی ایک ایسی مشترکہ چیز ہے - جس کے نام پر میں آپ سے سہائیتا اور کرپا درشٹی کے لئے اپیل کرسکتا ہوں - ع

درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست

راولپنڈی ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کا سابقہ ریکارڈ

پریہ سجنو! اس ضلع میں پچیس سال کے قریب عرصہ سے براہمن جاتی کی بیداری اور ترقی اور بہبود کے لئے جتن کئے جارہے ہیں - قوم میں رشتہ ناطہ کے لحاظ سے مساوات کے اصول کو قائم کیا گیا ہے - اور رشتہ ناطہ کے تعلقات کو دیگر اضلاع تک بھی توسیع دی گئی ہے - ضلع راولپنڈی کے براہمنوں کے زراعتی اور فوجی ملازمت کے حقوق کے متعلق بہت کچھ تگ و دو ہوتی رہی ہے - اور ایک حد تک کامیابی بھی نصیب ہوئی ہے - بدھ مونے کی مذموم رسم کو بھی دور کردیا گیا ہے - سگائی اور شادی کے موقعہ پر اخراجات کی تخفیف کے علاوہ وقت میں بھی کمی کر دی گئی ہے - یعنی برات ۳ رات کی بجائے دو رات رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے - وری وغیرہ دکھانے کی نمود و نمائش کو بھی بند کرنے کی تحریک کی جا رہی ہے بیسیوں براہمن کماروں کو ہر سال وظائف دلا کر مدد کی جاتی رہی ہے - براہمنوں میں قومی خدمت کا مادہ پیدا ہو گیا ہے - اور ہر سال کانفرنس اور ماہواری میٹنگوں کے ذریعہ جاتی پریم کی حس کو تیز کیا جاتا ہے - اور سینکڑوں کی تعداد میں براہمن بھائیوں کا پریم پورک قومی جلسہ میں یکجا بیٹھ کر بھوجن کرنے سے قومی محبت میں اضافہ ہو رہا ہے -

کہنے کو تو یہ باتیں بہت مختصر سی معلوم ہوتی ہیں - لیکن زراعتی اور فوجی حقوق کے حصول کے لئے جو جو کوششیں کرنی پڑی ہیں - وہ اپنی اپنی جگہ پر طویل داستانیں ہیں - ڈیپوٹیشنوں اور محضرناموں کی تو کوئی حد نہیں - رشتہ ناطہ میں مساوات کے اصول کے قائم کرنے کے لئے جس قدر جد و جہد کرنی پڑی ہے - وہ براہمن سبھا کا ایک زرین کارنامہ ہے -

سوشل ریفارم کی جائز حدود

براہمن سبھائیوں تو ہر سال نہایت ضروری پرستاو اپنی کانفرنس میں پیش اور پاس کرتی ہے - لیکن میں سال آئندہ کے لئے ایک خاص کام اس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں - وہ یہ

ہے۔ کہ بعض انگریزی خواندہ اصحاب کے دل میں دھارمک جذبات کی کمی کی وجہ سے سوشل ریفارم کی ایک عجیب دُھن سمائی ہے۔ وہ ہندو نقطہ نظر کو اس طرح فراموش کر بیٹھتے ہیں۔ اور کچھ اس قسم کے پرستاد کانفرنس میں پیش کر بیٹھتے ہیں۔ جن پر موافق اور ناموافق رائے رکھنے والوں میں آپس میں بہت کچھ دلآزاری ہوتی ہے۔ اور کانفرنس میں فساد ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ اس سوشل ریفارم کی غلط دُھن کے متعلق میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ فقط ان زوردار لفظوں کو دوبارہ پڑھ دینا چاہتا ہوں۔ جو آج سے سترہ برس میرے مانیہ بزرگ پنڈت مادھو رام جی بی۔ اے وکیل انبالہ نے صوبہ پنجاب کی تیسری براہمن کانفرنس میں مقام جالندھر پر اپنی صدارتی تقریر میں کہے تھے۔

"ہندو جاتی اپنے شاستروں سے اتنی بے مکھ ہو رہی ہے۔ کہ کلپت اُنتی اور سوتنترتا کے نام پر ان نیموں کو جنہوں نے ہندو جاتی کو سہسروں ورش کٹھنائیوں کے ہوتے ہوئے بھی سوریکھشت رکھا کُھلم کُھلّا توڑا جاتا ہے۔ آپ جس سے چاہیں وواہ کریں۔ جس کے ساتھ چاہیں کھان پان کریں۔ میز پر کھائیں۔ جُوتہ پہن کر کھائیں۔ اور جو کاریہ چاہیں۔ کریں کسی ویکتی وسماج کا ادھیکار نہیں ہے کہ آپ کو روک سکے۔ پرتیک ویکتی ساہس پورک کہتا ہے۔ ہمارا کوئی کیا کر سکتا ہے۔ بڑے بڑے وکتا جو ہندو جاتی کے سچے ہتیشی سمجھے جاتے ہیں۔ ہندو یووکوں کو نکت کٹھن اُپدیش کرتے ہیں۔ کہ وواہ کے وشئے میں ماتا پتا کی آگیا کی کنچت پروا نہ کرو۔ وواہ کے بارے میں ماتا پتا کا تمہاری بدھی پر کوئی زور نہیں۔ تم سوتنتر ہو۔ یدی تم چاہو۔ تو اپنی ماتا پتا کی سمتی کے وِرُدھ آچرن کر سکتے ہو۔

براہمن بھائیو۔ اس سوتنترتا اور ردشنی کے زمانہ میں جس کا اوپر ورنن کیا گیا ہے۔ آپ اپنی اوستھا پر درشٹی ڈالئے۔ کسی کو آپ کی اوشکتا ہے۔ دو پیسے کی جنتری لے کر پرتیک منش پل۔ گھڑی۔ تتھی۔ نکشتر۔ چندر اور سوریہ گرہن جان سکتا ہے۔ اس نئی روشنی میں وواہ تتھا مرتک سنسکاروں پر کوئی آپ کو کیا بُلائے گا۔ پرتیک جاتی کا منش اس کاریہ کے کرنے کا ادھیکاری بن بیٹھا ہے۔ جیسے براہمن کیا کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی شنئی شنئی وواہ سنسکار کی پرچلت ویدک ودھی بھی نشٹ ہو جائے گی۔ جس پرکار اب پرتھوی و مکان کا بیع نامہ رجسٹرار کے سنمکھ نشچت ہوتا ہے۔ اسی پرکار ہمارے بیاہوں کی بھی رجسٹری ہو جایا کریگی۔"

میں نے جب یہ زوردار شبد پڑھے تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اُس دن

ہے میرے دل سے یہ دلولے اُٹھ رہے ہیں - کہ ہماری سب سے ضروری اوشکتا یہ ہے - کہ براہمن سبھائیں اپنی جاتی میں سنکاروں کے لئے پریم اور سنکاروں کی فلاسفی کا پرچار کریں ورنہ سوشل ریفارم کے حامی اس قدر آگے بڑھ جائیں گے - کہ دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی مسئلہ طلاق اور دیگر ایسی بدعتوں کو رواج دینے پر زور دیں گے - جن سے وہ قومیں خود نالاں ہیں ؎

اسی بنا پر میں آپ سے بھی دونوں ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں - کہ آپ اپنے رسم و رواج میں جو بھی تبدیلی کرنا چاہیں - اس کے متعلق یہ ضرور سوچ لیں - کہ اس تبدیلی سے ہمارے ہندوپن میں فرق تو نہ آئے گا -

دو نہایت اہم سوال

اس وقت دو مشکلات ایسی ہیں - جن کا ذکر کئے بغیر میں اس وقت نہیں رہ سکتا - ایک مصیبت تو تازہ ہے - اور دوسری مصیبت کافی سے زیادہ پرانی ہے - لیکن ہم اس کا ابھی تک کوئی صحیح علاج نہیں سوچ سکے - پہلی مصیبت یہ ہے - کہ براہمنوں میں بھی بعض تعلیم یافتہ اس قسم کے نکل آئے ہیں - جنہوں نے اپنی دھرم پتنیوں کو رشتہ داروں کے بہکانے یا اپنی تعلیم کے زعم میں یا دولت کے نشہ میں پُرانی جنتری کی طرح اپنے دل سے دُور کر رکھا ہے اور پھر طرفہ یہ کہ ان بچاریوں پر کوئی دوش بھی نہیں دھرتے - گزشتہ آل انڈیا سارسوت براہمن کانفرنس پر ایک دُکھی پتا نے میرے پاس ایک دردناک چٹھی بھیجی تھی - جسے پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں -

دوسری مصیبت یہ ہے - کہ براہمن ودھواؤں کی حالت بہت دُکھ دینے والی ہے - میں اُن کی ناگفتہ بہ حالت کو سوچ سوچ کر گھنٹوں روتا رہتا ہوں - خصوصاً جس وقت میں یہ سُنتا ہوں - کہ کوئی ودھوا کسی دوسرے ورن کے آدمی کے ساتھ چلی گئی ہے - تو میں یہ چاہتا ہوں - کہ اگر دھرتی پھٹ جائے - تو اس خبر کے دُکھ سہنے کی خبر سے اُس میں سما جانے کو ترجیح دوں - میں یہ جانتا ہوں کہ زمانے سے دھرم کے ابھاو ہونے کا یہ سب نتیجہ ہے - میں اس بات کو بھی برداشت نہیں کر سکتا - کہ براہمن سبھائیں اس قسم کا اصول قائم کریں - کہ چونکہ زمانہ سے دھرم لوپ ہو چکا ہے - اس لئے ہمیں بھی شاستر مریادا کو

بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے - تاہم میں نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں - کہ اس قسم کی دقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں مصلحت اندیشی سے کام لیں - کوئی برادری یا سبھا اُس انتظام میں اُن کی مخالفت نہیں کرے گی - جو وقت اور عزت کے مقابلے میں وہ نرپکش ہو کر انصاف کی بنا پر کریں گے - اگر کسی مقامی برادری کو یہ معلوم ہو جائے - کہ فلاں ودھوا زمانہ کے پربھاو سے اپنے کٹھن جیون کی شرائط کی پابندی کے ناقابل ہے - تو وہ اُس کی ہر طرح سے رکھشا کریں - اس کے ساہس کو بڑھائیں - پند و نصیحت سے دھرم کی شرن میں لائیں - اگر کوئی اور طریقہ کارگر نہ ہو - تو اُسے دُوسرے ورنوں میں جذب ہونے کی ذلت سے ضرور بچایا جائے - لیکن میں اس بات پر پھر بھی زور دینا چاہتا ہوں - کہ ودھواؤں کی عزت اور تعظیم کرنے اور انہیں دُنیا کی مصائب اور مختلف بُری ترغیبوں کے اثرات سے بچانے اور ان کو عزت اور سنمان کی زندگی بسر کرنے کا مناسب پربندھ کرنا اتیاوشیاک ہے - پر یہ مترو وہ بھی تو وقت ہی تھے - جب کہ گاؤں میں کوئی ابھاگی دیوی ودھوا ہو جاتی - تو کوئی آدمی اس ستی کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ودھواؤں کے لئے زیادہ سے زیادہ پاکیزہ فضا پیدا کریں - تاہم اگر کسی وقت کی مصلحت سے کوئی ایسا انتظام بھی کرنا پڑے - جو عام حالات میں قابل ستائش نہیں - تو چنداں ہرج نہیں ؎

میں اپنے طولانی بھاشن کو ختم کرتا ہوں - مَیں نے آپ کا بہت سا سمہ ان وچاروں کے پرگٹ کرنے میں لے لیا ہے - جو دن رات مجھے تنگ کرتے رہتے ہیں - جس کے لئے میں کھشما چاہتا ہوں - ورنہ اس وقت تو میرا کام فقط آپ کا سواگت کرنا تھا - لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں - کہ میں نے سواگت کرنے کی بجائے آپ کے دل کو اپنے دل کی طرح دُکھی کرنا شروع کر دیا -

میں آخیر پر سچے دل کے ساتھ آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں - میں پرماتما کے گھر سے اُمید رکھتا ہوں - کہ آپ کی کرپا اور توجہ اور آپ کے قیمتی مشوروں سے مستفید ہو کر ہماری یہ کانفرنس نہایت مفید نتائج پر پہنچ سکے گی - پرماتما براہمن جاتی کے اصلی رکھشک اور پرتی پالک ہیں - اس جاتی کو دھرم پتھ اور ترقی کی شاہراہ پر چلانے کے لئے انہی کی پرم کرپا لتا کی ضرورت ہے ؎　　ادم شم ؎

تفصیل آمدنی برموقعہ اٹھارھویں سالانہ براہمن کانفرنس

منعقدہ گوجر خان

نمبر شمار	نام	تعداد رقم	نقد	وعدہ
		روپے	روپے	روپے
۱	بخشی لکھمی چند صاحب رمدے	۱۰۱-۰-۰	۰	۱۰۱-۰-۰
۲	بخشی دینا ناتھ باسی	۵۵۱-۰-۰	۰	۵۵۱-۰-۰
۳	ڈاکٹر سچانند جی سودن	۲۵۱-۰-۰	۵۱-۰-۰	۲۰۰-۰-۰
۴	پنڈت وتستہ پرشاد صاحب فدا	۱۰۱-۰-۰	۵۰-۰-۰	۵۱-۰-۰
۵	بخشی رام سنگھ سیگن سکنہ درہالہ سیگناں	۱۰۱-۰-۰	۲۰-۰-۰	۸۱-۰-۰
۶	جمعدار چرن داس مدیکالہ	۵-۰-۰	۵-۰-۰	۰
۷	بخشی شودیال جی سودن سکنہ اراضی	۲۵-۰-۰	۰	۲۵-۰-۰
۸	بخشی فقیر چند دھنگدیو الیراں	۵۱-۰-۰	۱۰-۰-۰	۴۱-۰-۰
۹	پنڈت ٹیک چند سکنہ بڑکی	۲-۰-۰	۲-۰-۰	۰
۱۰	بخشی گیان چند جی کالا سکنہ مدیکالہ	۲-۰-۰	۲-۰-۰	۰
۱۱	پنڈت بھگوان داس جی سکنہ چکوال	۱-۰-۰	۱-۰-۰	۰
۱۲	بخشی نانک چند جی سیگن	۱-۰-۰	۱-۰-۰	۰
۱۳	پنڈت رادھا کشن جی سکنہ نارہ	۲-۰-۰	۲-۰-۰	۰
۱۴	پنڈت فقیر چند صاحب اُتم سکنہ ڈومیلی	۱۰-۰-۰	۱۰-۰-۰	۰
۱۵	سردار امیر سنگھ سودن سکنہ اراضی	۵۱-۰-۰	۵-۰-۰	۴۶-۰-۰
۱۶	پنڈت رام نارائن سکنہ کنوہا	۲-۰-۰	۲-۰-۰	۰
۱۷	پنڈت لال چند صاحب سکنہ بسالی	۵-۰-۰	۵-۰-۰	۰
۱۸	گُپت دان	۵-۰-۰	۵-۰-۰	۰
۱۹	پنڈت کانشی رام جی سہارن سکنہ بسالی	۵-۰-۰	۵-۰-۰	۰
۲۰	پنڈت کرم چند جی بسالی	۵-۰-۰	۵-۰-۰	۰
		۱۲۷۷-۰-۰	۱۸۱	۱۰۹۶-۰-۰

جو آدمی جس چیز سے ڈرتے ہیں۔ وہی چیز انہیں ڈراتی ہے

نمبر شمار	نام	تعداد رقم	نقد	وعدہ
		۱۲۷۷ـــ۰ـــ۰	۱۸۱ـــ۰ـــ۰	۱۰۹۶ـــ۰ـــ۰
۲۱	ڈاکٹر جگن ناتھ جی سودن سکنہ اراضی	۱۵۱ـــ۰ـــ۰	۰	۱۵۱ـــ۰ـــ۰
۲۲	جمعدار چرن داس جی سکنہ مدیکالہ	۵ـــ۰ـــ۰ (ماہوار وعدہ)		۵ـــ۰ـــ۰
۲۳	بخشی لال چند جی	۵ـــ۰ـــ۰ (”)	۵ـــ۰ـــ۰	۰
۲۴	سردار فقیر سنگھ جی کھجورہ	۵ـــ۰ـــ۰	۵ـــ۰ـــ۰	۰
۲۵	بخشی پرسرام جی کالا سکنہ مدیکالہ	۲ـــ۰ـــ۰	۲ـــ۰ـــ۰	۰
۲۶	پنڈت پرشوتم داس جی ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر	۵۰۰ـــ۰ـــ۰	۰	۵۰۰ـــ۰ـــ۰
۲۷	ڈاکٹر تارا چند	۲ـــ۰ـــ۰	۲ـــ۰ـــ۰	۰
۲۸	پنڈت لیکھراج	۲ـــ۰ـــ۰	۲ـــ۰ـــ۰	۰
۲۹	پنڈت منگت رام	۱ـــ۰ـــ۰	۱ـــ۰ـــ۰	۰
۳۰	بھگت تیج رام	۵ـــ۰ـــ۰	۵ـــ۰ـــ۰	۰
۳۱	سردار گورمکھ سنگھ	۱۰ـــ۰ـــ۰	۱۰ـــ۰ـــ۰	۰
۳۲	پنڈت رام داس نمبردار سکنہ بجوت	۱ـــ۰ـــ۰	۱ـــ۰ـــ۰	ایک من آٹا لنگر
۳۳	پنڈت امولک رام چسوالی ساگری	۲ـــ۰ـــ۰	۲ـــ۰ـــ۰	۰
۳۴	پنڈت شیو رام رمپال	۲ـــ۰ـــ۰	۲ـــ۰ـــ۰	۰
۳۵	کرنیل ہیم راج	۵۰۰ـــ۰ـــ۰	۰	۵۰۰ـــ۰ـــ۰
۳۶	لالہ موہن لال ناگی	۲ـــ۰ـــ۰	۰	۲ـــ۰ـــ۰
۳۷	سناتن یودک سبھا گوجر خاں	۱ـــ۰ـــ۰	۱ـــ۰ـــ۰	
۳۸	ڈاکٹر امولک رام سکنہ بسیوال	۱۱۶ـــ۰ـــ۰	۵ـــ۰ـــ۰ دری والے ۱۵ـــ۰ـــ۰	۹۶ـــ۰ـــ۰
۳۹	پنڈت تیج بھان شرما	۷۱ـــ۰ـــ۰	۰	۷۱ـــ۰ـــ۰
۴۰	پنڈت بھگوان داس	۲ـــ۰ـــ۰	۰	۲ـــ۰ـــ۰
	میزان	۲۶۶۲ـــ۰ـــ۰	۲۳۹ـــ۰ـــ۰	۲۴۲۳ـــ۰ـــ۰

نمبر شمار	نام	تعداد رقم	نقد	وعدہ
		٢٦٦٢-٠-٠	٢۳٩-٠-٠	٢٤٢۳-٠-٠
٤١	پنڈت جے گوپال	١٤-٠-٠	٢-٠-٠	١٢-٠-٠
٤٢	سپتری پنڈت تیج بھان سیگن	١-٠-٠	١-٠-٠	٠
٤۳	بخشی ٹھاکر داس سیگن	۵-٠-٠	۵-٠-٠	٠
٤٤	مہتہ پرتاپ سنگھ ہرنال	٦۵-٠-٠	۵-٠-٠	٦٠-٠-٠
٤۵	بخشی دیو اندر ناتھ ساگری فرزند بخشی دینا ناتھ پاسی	۵-٠-٠	۵-٠-٠	٠
٤٦	پنڈت لال چند جنڈ مہلو	۳٨-٠-٠	٢-٠-٠	۳٦-٠-٠
٤٧	پنڈت بھیم سین کینٹ خلیل	٤٠-٠-٠	۳-٠-٠	۳٧-٠-٠
٤٨	سردار مہر سنگھ مانکیالہ	۵-٠-٠	ماہوار ودیالہ کیلئے	۵-٠-٠
٤٩	پنڈت بہسال چند	۵١-٠-٠	٠	۵١-٠-٠
۵٠	دوارکا ناتھ بھتیجا گیان چند سیگن	١-٠-٠	١-٠-٠	٠
۵١	پنڈت شیو رام ڈھلال	۵١-٠-٠	۳-٠-٠	٤٨-٠-٠
۵٢	پنڈت رام لعل پٹواری کونتریلہ	١-٠-٠	١-٠-٠	٠
۵۳	پنڈت دینا ناتھ جی	٢-٠-٠ (ماہوار)		٢-٠-٠
۵٤	بابو ہمت رام رنگ والے گوجر خاں	٢-٠-٠	٢-٠-٠	٠
۵۵	بالمکند سکنہ ہریال حال کمپونڈر گوجر خاں	۵-٠-٠	۵-٠-٠	٠
۵٦	پنڈت شیو رام گوجر خاں	٢-٠-٠	٢-٠-٠	٠
۵٧	پنڈت مہر چند کونتریلہ	۵١-٠-٠		۵١-٠-٠
۵٨	پنڈت پرمانند ڈھلال گوجر خاں ١٢ مربع فٹ کی چھت کا خرچ دیں گے			
	میزان	۳٠٠١-٠-٠	٢٧٦-٠-٠	٢٧٢۵-٠-٠

تیاگ مُورتی گوسوامی گنیش دت جی مہاراج

پردھان براہمن کانفرنس منعقدہ گوجرخاں

کا

صدارتی ایڈریس

جب سے مجھے آپ لوگوں کی یہ آگیا پراپت ہوئی ہے۔ کہ میں اِس سمیلن کا سبھاپتی بنوں۔ تب ہی سے میں یہ وچار کر رہا ہوں۔ کہ جس جاتی کی ایک ایک سبھا میں انیک وِدوان تجربہ کار ہیشوی۔ تپسوی اور اُتساہی سجن موجود ہوں۔ اور جس میں سبھاپتی پد کو شری یت گلاب رائے جی۔ شری یت بھگت رام جی سیگن۔ شری یت پنڈت ٹھاکر دت جی شرما۔ اور شری یت راجہ نریندر ناتھ جیسے براہمن کل بھوشنوں نے بھوشت کیا ہو۔ اِس اُونچی پدوی کے لئے میرے جیسا شخص قابل بھی ہو سکتا ہے یا نہیں ؂

بند ھوؤ! بہت وچار کرنے پر بھی میں اپنے میں کوئی ایسا گُن نہیں دیکھتا۔ جس کے کارن اِتنے بڑے قابل فخر اعزاز کو میں پا سکوں۔

آخیر میں میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ یہ فخر مجھے میری کسی قابلیت کے نتیجہ کے طور پر نہیں۔ بلکہ آپ بزرگوں کے پریم کا ہی ایک ماتر پرشاد ہے ؂

میں آپ کے اِس پریم انورادھ کا اُلنگھن کرنے سے معذور ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے جیون کا برت ہی سیوا دھرم ہے۔ اور سیوک کا کوئی ادھکار نہیں ہے۔ کہ وہ سیوک کہلاتا ہُوا سجن کی آگیا کو ٹال سکے۔ اس لئے آپ نے مجھے جو بھی سیوا پردان کی ہے اِسے میں خوشی۔ اتساہ اور شکریہ کے ساتھ سویکار کرتا ہُوا آپ کو دھنیہ باد دیتا ہوں۔ لیکن یہ نویدن کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اس سبھاپتی پد کی نسبت اگر مجھے اور کوئی سیوا پردان کی جاتی۔ تو زیادہ مناسب ہوتا۔ لیکن پھر بھی میں آپ کی اس پریم بھری آگیا کا ہاردک سنمان کرتا ہُوا اپنا کر تویہ پالن کے لئے ہر ممکن کوشش کرونگا ؂

ہمیں [illegible] بلکہ اپنی مرضی سے

پیارے بھائیو! یہ کون نہیں جانتا - کہ پراچین کال میں بھارت ورش سنسار کا مکٹ منی تھا - اس میں ودیا گیان - اگیان - بل - دھن - دان - پش - ایشوریہ اور پربھو پریم سب پُشٹ تھا - لیکن اس سے بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا - کہ بھارت کا یہ سب کچھ اس براہمن جاتی کے اُپدیش اور آدیش کا ہی پھل تھا -

آج چاہے کچھ بھی ہو - لیکن ہماری جاتی اس سمے کتنی ترقی یافتہ تھی - اس کی گواہی اتہاس اد ہندو شاستر سے ہی نہیں - بلکہ سارے سنسار سے ملتی ہے - اپنشد - درشن - پوران ویدانگ - دھرم شاستر اور ارتھ شاستر وغیرہ یہ سبھی براہمن جاتی کے دماغ سے لکھے ہیں - پراچین براہمن کیا تھے - وہ تو تپ - تیج - ودیا کے چلتے پھرتے بھنڈار اور اعلیٰ کیریکٹر کا آدرش تھے - اُنہیں پاپ - تاپ - راگ دویش اور موہ کبھی چھو تک نہ پاتے تھے منو جی مہاراج لکھتے ہیں :-

“उतपति रेव विप्रस्य मूर्ति धर्मस्य शाश्वती”

یعنی براہمن کیا ہے - وہ تو جیتا جاگتا دھرم کا اوتار ہے - ہمارے پوروجوں میں سبھاوک طور پر جنم سے ہی شم - دم - تپ - گیان داشکتا وغیرہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں وہ سدا سنسار کے اُدھار - ودیا پرچار جاتیوں کے سدھار اور منش کے اپکار میں تن من سے لگے رہتے تھے - اس سمے تو یہ بات تھی ؎

پہنچے جہاں اگیانتا کا دوار جانو رُک گیا
وہ جُھک گئے جس اَدر کو سنسار مانو جُھک گیا

وہ لوگ انبھوی - وچار شیل اور مہا ودوان ہوا کرتے تھے - ان کی ایک ایک بات سنسار کے ہت کے لئے ہوتی تھی - اِس لئے جو بھی وہ کہتے تھے - سنسار اُسے بڑی ہی شردھا اور بھگتی اور وشواش سے مانتا تھا - ان کا آچار - وچار اور پرچار پرانی ماتر کے لئے سداچار سمجھا جاتا تھا -

ایک سمہ تھا جب مہاراج نے ڈنکے کی چوٹ یہ کہا تھا :-

एतद्देश प्रसूतस्य सकाशादग्र जन्मन:
स्वं स्वं चरिजं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानन:

یعنی اے پرتھوی کے لوگو! بھارت ورش میں آؤ - اور یہاں آ کر اپنا اپنا کرتویہ کرم -

جو تو ہی دھرم کی رکھشا کرتا ہے - دھرم اس کی رکھشا کرتا ہے

رہن سہن۔ آچار۔ دیوہار براہمنوں سے سیکھ کر جاؤ ۔

اِس سمے براہمنوں دوارا لوگ سمرتی اور پورانوں سے اچار شاستر کا اُپدیش سُن کر اچاردان بنتے تھے۔ گیتا کرتو یہ سے بھولے ہوؤں کو سیدھا راستہ دکھاتی تھی۔ اُپنشدیں سنسار کے دُکھوں سے بھرے ہوئے دل میں شانتی کا سنچار کرتی تھیں۔ اور درشن بدھی وکاس کو موکش کا پرتھم درشن کرتے تھے۔

وہ وقت براہمنوں کے سنمان اور مہتو کا تھا۔ کسی کی طاقت نہ تھی۔ کہ براہمنوں کی آگیا کو ٹال سکے ۔

یہ تھی ان کی کرامات کہ گر بانی ہلادیں
زندوں کو کریں مُردہ تو مُردوں کو جلادیں

کیونکہ ہم میں بدھی تھی۔ تپو بل تھا۔ اسمبنھ اور تیاگ کے ساتھ سوارتھ بھاؤ اور پراو پکار کی خواہش تھی۔ اِس لئے ساد ھارن منش کی تو بات ہی کیا۔ راجہ مہاراجہ بھی براہمنوں کے پربھاو سے تھر تھر کانپتے تھے۔ ان کی آگیا کا پالن کرنے میں ہی وہ اپنے جنم کی سپھلتا سمجھتے تھے۔ اور براہمنوں کے سنمان کی تو یہ بات تھی۔ کہ چکرورتی سمراٹ کا جڑاؤ مکٹ بھی ان براہمنوں کے چرن چھونے سے اپنے کو دھنیہ مانتا تھا ۔

ہم انہی رشیوں کی سنتان ہیں۔ جنہوں نے سنسار بھر سے اودیا کے اندھکار کو اپنی ودیا کے پرکاش دوارہ دُور کیا تھا۔ پر آج ہم میں وہ سامرتھ کہاں ہے؟ وشسشٹ کشیپ اور بھاردواج کے گوتریں سے ہو کر بھی ہم اودیا اور اکرمنیتا کے شکار ہو رہے ہیں ہمارے پورانوں میں جس پھوٹ۔ بیر۔ دویش اور لولوپتا کو دیش سے نکال دیا تھا۔ آج کل اسے ہم نے نہ کیول گھروں میں ہی بلکہ اپنے دلوں میں بھی جگہ دے رکھی ہے ۔

آج ہم میں نہ تو وہ تپسیا ہے کہ جس کے پربھاو سے پربھاوت ہو کر پرانی مانند ہمیں اپنا پوجیہ مانتا تھا۔ اور نہ ہی وہ قابل فخر برہم ودیا ہے کہ جس پر مگدھ ہو کر سنسار ہمیں گورو مانتا تھا۔ اب دُنیا کو خوف زدہ کر دینے والا بھگوان پرشرام جیسا بل بھی ہم میں نہیں ہے۔ اور نہ ہی چانکیہ سی عقلمندی ہے ۔

آج کل تو ہم آلسیہ۔ پرماد اور بے چینی کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ ہم میں آکر تو اب مانو پھوٹ کے بھی پاؤں ٹوٹ گئے ہیں۔ اس لئے وہ یہاں سے جاتی ہی نہیں۔

سیدھے سادے آدمی کو ہی ردعائی دولت نصیب ہو سکتی ہے ۔

ایک وقت تھا کہ ہماری خوشی سے پرانی ماتر کو بردھی اور سدھی کی پراپتی ہوتی تھی۔ لیکن آج تو ہم اپنی پران یاترا کے لئے دینتا۔ دیا۔ غلامی اور دان کا آسرا ڈھونڈھ رہے ہیں کہاں ہے وہ وقت کہ براہمنوں کے حق میں مہرشی یاگیہ کے

"प्रतिग्रह समर्थोऽपि नादत्ते यः प्रतिग्रहम।
ये लोका दान शीलानां स तानाप्नोति पुष्पलान्॥"

اس شلوک سے یہ بھاؤ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ دان لینے کی سامرتھ ہونے پر بھی اگر ہم دان نہ لیں گے۔ تو ہمیں انہیں سورگ اری پنیہ لوکوں کی پراپتی ہوگی۔ جن کی دان کرنے والے دانی لوگوں کو ہوا کرتی ہے اور کہاں آج کل کی یہ دشا کہ دانی لوگوں کو رجھانے کے لئے ان کی چاٹکاری کرتے کرتے ان کی پرشنسا کے پل باندھتے نہ تھکنا۔ پروہت۔ اپادھیائے اور پنڈت ہو کر بھی ان کے نوکروں کے کرنے یوگیہ کاریوں کو کرتے ہوئے بھی نہ جھجکنا ایک سادھارن سے ہندسے کی پراپتی کے لئے یجمانوں کے سامنے اپنے بھائیوں کی نندا کرنا اور من میں سدا اپنے ہی آدمیوں سے دویش رکھنا۔

کوئی سمے تھا کہ جب پروہتائی کو سبھی برتیوں سے سریشٹ اور سمان کی چیز سمجھا جاتا تھا۔ اور اس لئے اُسے تنیشری یعنی برتی شوری کہتے تھے۔ پروہت جیسا اونچا پد جو رگ وید کے پہلے ہی منتر میں سب دیوتوں کے دیو کے لئے آیا ہے اور ایترے براہمن میں جس کے وشئے میں یوں لکھا ہے۔ کہ

"नहवा अपुरोहितस्य राज्ञो देवा अन्न मदन्ति"

یعنی پروہت کے بغیر یجمان کا کیا ہوا کوئی بھی دیو کاریہ دیوتا سویکار نہیں کر سکتے۔ اس پرکار اتھرو وید میں پروہت کی اور سے کچھ منتر کہے گئے ہیں۔ جن کا بھاؤ یہ ہے کہ میں جس کا پروہت ہوں۔ اس کے بل۔ تیج۔ بدھی۔ ایشوریہ اور سکھ کو بڑھاتا ہوں۔

سچ مچ ان پروہتوں میں یہ شکتی بھی تھی۔ اس لئے سبھی کو ان کی باتوں پر وشواش تھا۔ آپ شاستر پر شردھا رکھنے والے شردھالو لوگوں کی بات چھوڑ کر اگر اس سمے کے شاستر سے منکر راکششوں کا بھی اتہاس دیکھیں گے۔ تو وہاں بھی آپ کو پروہت کی اہمیت صاف دکھائی دیگی۔ مہابھارت اور ستینہ پوران کی اس کتھا کو کون نہیں جانتا۔ کہ

غصہ درکرش کلامی کا جواب نرمی سے دو

جب دیتوں کا پروہت شنکر آچاریہ ان کے راجہ پر ناراض ہو کر اس کا پروہت ہونا چھوڑ کر جانا چاہتے تھے۔ اس وقت اس راجہ نے ان کی کتنی منتیں کی تھیں۔ اور شنکر آچاریہ کو اپنے یہاں رکھنے کے لئے اُس نے کوئی بھی کوشش اُٹھا نہیں رکھی تھی ÷

دیکھا پراچین سمہ میں پروہت کا کتنا مان تھا۔ اور آج کل اسی پروہت کی کیا وشا ہے اس کا پردھان کارن یہ ہے کہ ہم اپنے کرتویہ کرم کو بہت کچھ بھول گئے ہیں۔ اس وقت تو میرے تعجب کی کوئی حد نہیں رہتی۔ جب کبھی میں کسی پروہت کے مُنہ سے یہ سنتا ہوں۔ کہ وواہ آدی میں کرنیہ کرانا جن اپادھیاؤں کا کام ہے۔ وہ بھلے ہی پڑھیں۔ لیکن ہمیں پڑھنے سے کیا مطلب ہے؟ ہم نے کوئی یہ کام تھوڑے ہی کرنے ہیں۔

مجھے اِس وقت پراچین وقت کے پروہت برہسپتی اور دھوبہ جیسے وِدوانوں کی یاد آئے بغیر نہیں رہتی۔ اور میں سوچنے لگتا ہوں۔ کہ براہمن جاتی اگر تو ودیا سے اتنی بے مکھ ہو گئی ہے۔ تو تیرا ادھار کیسے ہوگا۔ کیونکہ شاستر انوسار تو براہمن کو سادھارن پڑھنا لکھنا ہی نہیں آنا چاہئے۔ بلکہ اِس کے لئے شاستر کا وِدوان ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ وجہ یہ کہ اس کا کام ہے لوگوں کو پڑھانا۔ اور بھولے ہوؤں کو راستہ دکھانا ÷

تیاگ کے لئے تو براہمن سدا ہی مشہور رہے ہیں۔ کون نہیں جانتا۔ کہ دُوسروں کے دُکھ دُور کرنے کے لئے ودھیچی رشی نے جیتے جی ہی اپنی ہڈیاں تک نکال کر دے ڈالی تھیں۔ کیا ہے بنشیوں کا ناش کر کے بھگوان پرشرام نے راج دوسروں کو نہیں دیا تھا۔ یا مہانند کے ناش کے بعد چانکیہ نے راج خود کیا تھا۔ جہاں ہم میں یہ ودیا تیاگ اور تپسیا کی شکتی تھی۔ وہاں ہم میں شاریرک بل کی بھی کمی نہ تھی۔ جگت جانتا ہے۔ کہ یدھ میں جہاں بھی کہیں کوئی براہمن ڈٹ گیا ہے۔ وہاں دُوسروں کو اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا ہے۔ بھگوان پرشرام درون آچاریہ۔ کرپا آچاریہ۔ اشوتھاماں ان میں سے کسی کے بھی یدھ کا اتہاس پڑھئے۔ آپ کو پتہ لگے گا۔ کہ مخالفوں کی طرف سے ہمیشہ ان کے بل کے مقابلہ میں چھل و نوش کا ہی استعمال کیا گیا ہے ÷

پراچین سمہ میں ہم سادھارن سپاہی ہی نہیں۔ بلکہ مہابھارت جیسے یدھ میں پردھان سیناپتی تک چنے گئے تھے۔ اور آج ہماری یہ دشت ہے کہ کچھ ضلعوں کو چھوڑ کر ہمیں فوج میں سپاہی بھی بھرتی ہونے کا ادھیکار حاصل نہیں ÷

اپنے دشمن کو دھوکے اور چالاکی سے نہیں بلکہ اپنے ہاتھ کے ہتھیاروں سے مارو ÷

پراچین وقت میں تو براہمنوں کے آشرموں کے ساتھ زمین بھی خوب ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ میں پہلے یہ کہہ چکا ہوں کہ ایک ایک کل پتی کے پاس دس دس ہزار ودیارتھی ہوتے تھے۔ آپ ہی غور کیجیے۔ کہ ان کی خوراک پیدا کرنے۔ رہائش اور کھیل کود کے لئے ایک ایک براہمن کے پاس کتنی کتنی زمین ہوتی ہوگی۔ بریدارنیک اپنشد کے تیسرے ادھیائے میں ایک کتھا آئی ہے۔ کہ ایک بار یاگیہ ایکہ راجہ جنک سے دس ہزار گائیں اپنے آشرم کے لئے لے گئے تھے۔ جس آشرم میں دس ہزار گئووں اور دس ہزار ودیارتھیوں کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ وہ آشرم کتنا بڑا ہوگا۔ اور ان بیس ہزار جیووں کے لئے جہاں سے خوراک پھل اور چارہ حاصل ہوتا ہوگا۔ وہ زمین کتنی بڑی ہوگی۔

لیکن آج مسلمانوں کے سیّد تو جو کہ کھیتی کرتے ہی نہیں۔ انہیں تو گورنمنٹ زمین کا مستحق سمجھتی ہے۔ اور براہمن جس کے لئے شاستر نے یہ کہا ہے۔ کہ

"सर्वस्वं ब्राह्मणस्येदं यत्किंचिज्जगतिगतम्"

انہیں اپنی ہی جنم بھومی میں زمین کے مالک ہونے کا اختیار نہیں ہے۔ کیا یہ افسوس اور رنج کا مقام نہیں ہے

کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ براہمن کے چھ کرموں میں سے اس کی روزی کے لئے جو تین کرم کہے ہیں۔ انہیں سے انہیں روزی کمانا چاہیئے۔ انہیں اور کچھ کرنے کا ادھیکار نہیں ہے۔ یہ کہتے وقت شاید وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ کہ شاستر کی آگیا یہ ہے:-

अजीवंस्तु यथोक्तेन ब्राह्मणः स्वेन कर्मणा।
जीवेत्क्षत्रिय सद्धर्मस्य प्रत्यनन्तरः उभाभ्यामप्यजीवंस्तु कथं
स्यादिति चेद्भवेत् कृषि गोरक्षमास्थाय जीवेद्वैश्यस्य जीविकाम्

اگر براہمن اپنے کرموں سے نرباہ نہ کر سکے۔ تو وہ کھشتری کے کاموں سے اپنا گزارہ کرے۔ اور اگر اس کا گزارہ اس سے بھی نہ ہو سکے۔ تو وہ ویش کا کام کرے۔

(۱) اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ براہمن کی روزی کے لئے جو شاستر نے یجن۔ ادھیاپن اور دان لکھے ہیں۔ ان کی پراچین سمے میں کیا حالت تھی؟ اور اب کیا حالت ہے؟

پراچین سمے میں کئی یگیہ ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ راجہ لوگ ایک یگیہ کیا کرتے تھے۔ اس کا نام تھا۔ وشوجت اور اس کی دکھشنا شاستر میں لکھی ہے۔

نیک چلن آدمی کو تمام دنیا نیک نظر آتی ہے

یہ یگیہ کئی راجاؤں نے کیا ہے۔ میں ان میں سے صرف راجہ رگھو کی بات بتلاتا ہوں۔ کہ اس نے یگیہ کرکے اپنا سب کچھ براہمنوں کو دے ڈالا تھا۔ رگھونش میں لکھا ہے۔ کہ یگیہ کے بعد اس راجہ کے گھر کوتس نام کا ایک براہمن آیا تھا۔ اس وقت تمام دان کر ڈالنے کی وجہ سے اور تو کیا تھوڑا سا جل رکھنے کے لئے کوئی دھات کا برتن تک بھی نہ بچا تھا۔ اس لئے اس راجہ نے اپنے اتتھی کو ارگھ ہی پاتروں سے دیا۔ اس سے اندازہ لگائیے کہ یگیوں میں براہمنوں کو کتنی آمدنی ہوتی ہوگی۔ لیکن آج ویسے یگیہ کہاں ہوتے ہیں۔ آج کل تو لوگوں کو نہ یگیوں سے کوئی کام ہے۔ نہ براہمنوں ہی سے۔ ہماری یہ روزی تو بالکل بند ہی ہوگئی ہے ۔

(۲) ہماری دوسری روزی شاستر کے ادھیاپن سے بتلائی ہے۔ پراچین سمے میں بھی پڑھتے تھے۔ ان پڑھ رہنا پاپ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس پڑھانے سے بھی براہمنوں کو خاص فائدہ ہوتا تھا۔ اس رگھونش میں لکھا ہے کہ کوتس نے اپنی ودیا سماپت کرکے اپنے گورو کو گورو دکشنا میں ۱۴ ہزار مہریں دیں۔

لیکن آج پہلے تو سنسکرت پڑھتے ہی کتنے ہیں۔ اور جو ودیائیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں پہلے کی طرح یہ بات نہیں رہی۔ کہ صرف براہمن ہی پڑھایا کریں۔ ان دنوں ہمارا حصہ دار سارا سنسار ہے۔ یعنی یہ دوسری آمدنی بھی ہماری بند سی ہوگئی ہے۔ اس سے بھی اب ہمیں کوئی خاص فائدہ نہ ہوگا۔

(۳) شاستر انوسار ہماری تیسری روزی تھی دان۔ آج ہرش چندر اور کرن سے دانی کہاں ہیں؟ کیونکہ انسان کی اڈمبر سے محبت نے اس کی ذاتی ضروریات کو اتنا بڑھا دیا ہے۔ کہ ان کی وجہ سے آج وہ پہلے سا دان ہوتا ہی کہاں ہے؟ اس لئے اس دان سے ہم اپنا نرواہ کرسکتے ہیں۔ یا نہیں یہ ایک غور طلب بات ہے۔

جب ان تینوں کاموں سے ہمارا نرواہ ہونا مشکل ہوگیا ہے۔ تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اگر ہم زندہ رہنے کے لئے کشتریوں یا ویشیوں کی برتی سے جس کی ہمیں شاستر نے آگیا دے رکھی ہے۔ اپنا نرواہ کریں۔ تو کیا برائی ہے؟

مجھے تو حیرانی اس بات کی ہے۔ کہ فوج میں بھرتی ہونا دکھیتی سے گزارہ کرنا جس کی اجازت شاستروں نے براہمنوں کو دے رکھی ہے۔ ان میں تو سرکار اور لوگوں کی طرف سے رکاوٹیں

ڈالی جاتی ہیں۔ لیکن جس شودر کام کو شاستر نے بالکل منع کر رکھا ہے

न कथंचन कुर्वीत ब्राह्मणः कर्म वार्षलम

اُسے کرتے براہمن کو کوئی لاج۔ نیم یا لوک مت نہیں روکتا۔ آج پانی لانا۔ روٹی پکانا۔ برتن صاف کرنا ہی نہیں بلکہ یہ کہتے میری گردن شرم سے جھک جاتی ہے۔ کہ بوٹ تک صاف کرنا تو ہمارا کام سمجھا جاتا ہے۔ لیکن فوج اور کھیتی کی بات آتے ہی ہمیں کہا جاتا ہے۔ تم براہمن ہو۔ یہ تمہارا کرم نہیں ہے

میں آپ سے بڑے زور کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ فوج میں بھرتی ہونے کے حق اور زمین کے مالک بننے کے حق کو حاصل کرنے کے لئے سبھا کو خاص کوشش کرنی چاہئے۔

میرا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ یگیہ کرانا۔ پڑھانا۔ دان لینا براہمن چھوڑ دیں۔ میں تو صرف یہ کہتا ہوں۔ کہ اس وقت صرف ان سے ساری جاتی کا نرواہ ہونا مشکل ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ کام بہت ہی کم ہو گئے ہیں۔

ہاں دان کے متعلق یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں۔ کہ دان لیتے وقت ہمیں اپنا سمان ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے۔ اور دان کدان کا وچار ضرور کر لینا چاہئے۔ انتم دان جیسے
उग्रदान
جس کو ان کا ادھکار ہے۔ انہیں ہی لینا چاہئے۔ اور ساتھ ہی دان بھجن کے بل سے ہی ہضم ہوتا ہے۔ اس لئے دان لینے والوں کو دان کا پاتر بننے کے لئے بھجن کرنا بہت ہی ضروری بات ہے۔

میں چاہتا ہوں۔ کہ براہمنوں کے لڑکے طاقت ور ہوں۔ ان کے چہرے وہی پہلا سا برہم تیج نظر آئے۔ وہ سدا چاری۔ کرم کانڈی اور وددوان بنیں۔

اس کے لئے ایک ودیالہ کی ضرورت ہے اور مجھے یہ سن کر دلی خوشی ہوئی ہے۔ کہ آپ کی سبھا نے صرف ودیالہ کھولنے کا نشچہ ہی نہیں کر لیا ہے۔ بلکہ ایک دان ویر براہمن نے اس کے بلئے زمین اور کئی سجنوں نے روپے کی سہائتا بھی دی ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ آپ کا یہ ودیالہ دیش کال کو درشٹی میں رکھتا ہوا پراچین پدھتی کے انوسار اپنا کاریہ ارمبھ کر ایک آدرش ودیالہ بنے گا۔

یہاں بالک مقررہ وقت ۲۵ برس کی عمر تک ودیا حاصل کر کے وید۔ کرم کانڈ۔ ویدک۔ جوتش آدی کئی مضمونوں کے وددوانوں کے وددوان بن کر اپنی جاتی اور دیش کا درجہ بلند کریں گے۔ میرا تو یہ درڑھ وشواس ہے۔ کہ اس بھومی میں بنا ہوا یہ ودیالہ ضرور ہی آدرش ودیالہ ہو گا۔ کیونکہ یہ بھومی اُداتک۔ پانینی اور چانکیہ جیسے جگت پرسدھ وددوانوں کو اُتپن کرنے والی ہے

اس پرکار میں جاتی اُنتی کے لئے کچھ اور باتیں بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) پہلے تو یہ کہ ودھوا بہنوں کی سکشا ۔ دہرم سکشا ۔ سینا پرونا جیسی دستکاریاں سکھلانے کا کوئی خاص پربندھ کیا جائے اور غریب ودھوا بہنوں کی روزی کے لئے اُنہیں پڑھا لکھا کر ٹریننگ کالج اور نارمل سکولوں میں سبھا کی طرف سے وظیفہ دے کر داخل کرایا جائے تاکہ وہ کنیا پاٹھ شالاؤں میں ادھیاپکہ بن کر اپنا نرواہ کرتی ہوئی اپنے دھرم کا پالن کر سکیں۔

(۲) اناتھوں کی سہائتا کی جائے ۔ اُنہیں پڑھا لکھا و کچھ دستکاری سکھلا کر اس یوگیہ بنایا جائے کہ اُنہیں اپنی روزی کے لئے دوسروں کے ہاتھوں کی طرف نہ دیکھنا پڑے۔

(۳) جو نوجوان فوج میں بھرتی ہونے کی خواہش رکھتے ہیں ۔ اور انہیں صرف براہمن ہونے کی وجہ سے فوج میں بھرتی نہیں کیا جاتا ۔ اُنہیں فوج میں ملازمت کا حق دینے کے لئے گورنمنٹ سے پرارتھنا کی جائے ۔ اور اُنہیں فوجی کالجوں میں ٹریننگ دلوانے کے لئے بھی کوشش کی جائے

(۴) جو براہمن بھائی کھیتی کرتے ہیں ۔ اُنہیں زمین کا مالک بنانے کے لئے کوشش کی جائے ۔ کتنے افسوس کی بات ہے ۔ کہ کھیتی کرتا ہوا بھی براہمن صرف براہمن ہونے کے کارن ہی زمین نہیں خرید سکتا۔

(۵) میں اب آپ لوگوں کا دھیان سنسکاروں کی طرف دلاتا ہوں ۔ ہمارے شاستروں میں سنسکاروں پر خاص زور دیا گیا ہے ۔ وہاں لکھا ہے ۔ کہ سنسکاروں سے شریر کے روگ اور من کے دوش دُور ہو جاتے ہیں ۔ یہی نہیں یگیوپویت آدی کچھ ایسے بھی سنسکار ہیں ۔ کہ جن کو ۱۶ برس تک اگر براہمن نہ کرے ۔ تو اُسے اپنی جاتی کے کرموں کا ہی ادھکار نہیں رہتا وہ [illegible] ہو جاتا ہے اور جب تک اس کا پرائشچت کر کے اُپنیت نہیں ہوتا ۔ تب تک وہ اپنی جاتی سے پتت سمجھا جاتا ہے ۔ وہ یگیوپویت صرف خرچ کے ڈر سے بواہ کے وقت تک ملتوی کر دیا جاتا ہے ۔ کتنے دُکھ کی بات ہے کہ یہ سنسکار آج کل ہم لوگ وقت پر محض اس لئے نہیں کرتے ۔ کہ ان کے کرنے سے ہمیں سنسکار کے علاوہ کرتوت نامی ایک بھوت کے لئے اپنی شکتی سے بڑھ کر خرچ کرنا پڑتا ہے ۔ جس کو کہ اس سنسکار کے ساتھ شاستر انوسار کوئی سمبندھ نہیں ہے اور وہ کرتوں کے خرچ غالباً تب سے بنے ہوئے ہیں ۔ جس وقت مفتوں کو اپنی روزی کے لئے اتنا کشٹ نہیں اُٹھانا پڑتا تھا ۔ لیکن آج دیش کی دُوسری ہی دشا ہے ۔ کیونکہ انسان کی ذاتی ضروریات ہی اتنی بڑھ گئی ہیں ۔ کہ اس طرح

براہمنوں کو اپنے بچوں کی تعلیم [illegible]

کے خرچوں کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں رہی۔ یہ نہیں۔ کہ یہ بات کوئی محسوس نہیں کرتا۔ تمام کا ان فضول اخراجات سے ناک میں دم ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے سدھار کی جب بات چلتی ہے۔ تو لوگ بدنامی کے خوف سے ڈر جاتے ہیں۔

میں اپنے بزرگوں سے بڑی عاجزی سے نویدن کرونگا۔ کہ وہ کوشش کریں۔ جس سے بواہ شادی کے خرچوں میں کمی ہو سکے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی سبھا ۳۰ برس سے کاریہ کر رہی ہے۔ اور اس نے کئی قابل تعریف کام کئے ہیں۔ اس کے کاریہ کرتا ہمیشہ ہی اُتساہی ہوتے رہے ہیں۔ اور میرا تو وشواش ہے۔ کہ پُرشارتھی پُرشوں کے بھگوان خود سہائک ہوتے ہیں۔ اس لئے آپ اپنے کاریوں میں ضرور کامیاب ہوں گے ۔

براہمن مہاودیالہ

راولپنڈی ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کی تازہ کانفرنس میں براہمن مہاودیالہ کے کھولنے کا بیڑا اُٹھایا گیا ہے۔ یہ پہلا عملی کام ہے جس کی طرف ضلع راولپنڈی کے براہمنوں نے بروقت توجہ کی۔ یوں تو کوئی سال خالی نہ جاتا تھا۔ جب کہ راولپنڈی ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کی کانفرنس میں ہندی۔ سنسکرت اور براہمنوں پرچار کے پرستاو پاس نہ ہوتے تھے۔ لیکن سال کے گذرنے کے بعد اور پہلوؤں میں تو کوئی عملی کام ہوتا بھی تھا۔ لیکن ہندی اور سنسکرت کے پرچار کے متعلق کوئی عملی کام سرانجام نہ ہوتا تھا۔ اور اس بارہ میں جب کانفرنس کی اثنا میں کوئی بھائی ہم سے پوچھتا تھا۔ کہ آپ کی سبھا نے تمام سال میں ہندی اور سنسکرت کے پرچار کا کیا کام کیا ہے۔ تو ہمارے پاس سوائے نظریں نیچی کرنے اور سر جھکا لینے کے اور کوئی چارہ نہ ہوتا تھا۔ آخر کار پرماتما کی کرپا سے مہاودیالہ کا خیال تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ ہم جہاں پرماتما کا دھنباد کرتے ہیں۔ وہاں جن جن اُتساہی بزرگوں کے ذریعے اس کام کی کامیابی کی اُمید بندھی ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ شریمان پنڈت لکھی چند صاحب رٹے پردھان راولپنڈی ڈسٹرکٹ براہمن سبھا اور بخشی گیان چند صاحب سیگن بی۔ اے سیکرٹری سبھا کی زرین خدمات کی یہ مہاودیالہ ایک یادگار رہے گی۔ اور اب جب کہ سیکرٹری کی

ذمہ واری بھگت تیج رام صاحب کے اُوپر پڑی ہے۔ اُمید ہے کہ وہ اس ودیالہ کے قیام میں ہر ممکن کوشش کریں گے۔ بخشی ملک راج صاحب مہتہ خلف الصدق شرمیان پرم پوجیہ بخشی جواہر مل صاحب سرگباشی ساکن بڑکی بدہال نے بھی زمین کا عطیہ دے کر اپنی اُدارتا کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ اُمید ہے۔ کہ ایسے نشکام دان کا نتیجہ اُن کے اور براہمن جاتی کے حق میں نہایت نیک ہوگا۔ یعنی اُن کے پریوار میں اس کار خیر کے اثر سے اقبال مندی اور مسرت کی ترقی ہوگی۔ اور اُن کی جاتی میں اُن کی نیک مثال سے نیک کاموں کے لئے رغبت پیدا ہوگی۔

ہم اس نوٹ میں یہ ظاہر کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ براہمن مہا ودیالہ کس غرض و غایت سے کھولی جا رہی ہے۔ اس ودیالہ سے اُن بچوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے۔ جو اس ودیالہ کے نہ ہونے کی صورت میں سرکاری تعلیم سے فائدہ نہ اُٹھا سکتے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ ضلع راولپنڈی کے براہمنوں کی تعلیمی حالت بہت پست ہے۔ افلاس کی وجہ سے بہت سے براہمن تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ ان کے زراعتی کاروبار ہی اس قسم کے ہیں۔ کہ بچوں کو ہوش سنبھالنے کے ساتھ ہی زراعتی کام کاج میں مصروف ہو جانا پڑتا ہے۔ نیز والدین کے ناتعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے بچوں کو بھی تعلیم حاصل کرنے کی کوئی ترغیب نہیں ملتی۔ ایسے بچوں کے لئے جنہوں نے بڑے ہو کر دیہاتی زندگی ہی بسر کرنی ہے۔ اگر جاتی کی طرف سے تعلیم کا انتظام ہو جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہماری قوم کے بہت سے ہونہار بچے ہندی اور سنسکرت کی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر اپنی زندگی کے معیار کو اُونچا کر سکیں گے۔ اگر پانچ چھ سال یا دس سال کی کوشش سے یہ نتیجہ حاصل ہو۔ کہ ضلع راولپنڈی کے ہر ایک گاؤں میں پانچ پانچ دس دس ایسے براہمن نوجوان موجود ہو جائیں۔ جن کی زندگی براہمنوں کی سی ہو۔ اور جن کا چلن آدرش براہمنوں کا سا ہو۔ اور جو زراعت کے علاوہ اپنے فرصت کے اوقات کو دھارمک گرنتھوں کے مطالعہ میں صرف کرتے ہوں۔ جن کے اخلاق کا معیار اُونچا ہو۔ اور جو تینوں وقت سندھیا اُپاسنا کرتے ہوں۔ اور جن کی زندگی سے پراچین رشیوں کے جیون کی جھلک دکھائی دیتی ہو۔ تو یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ گویا ہم نے ہر ایک گاؤں میں براہمنتو کے پرچار کے لئے آدرش مثالیں قائم کر دکھائی ہیں۔

آج کل لوگ ہماری جہالت اور ہندی اور سنسکرت سے بے بہرہ ہونے پر پھبتیاں اُڑاتے

ہیں۔ جس وقت اس ودیالہ کے ودیارتھیوں کی پاکیزہ زندگی کی طرف لوگ دیکھیں گے۔ تو ہمارا سر بھی دُنیا کے سامنے اُونچا ہو سکیگا۔ اور لوگ بھی خود بخود یہ کہنا شروع کر دیں گے۔ کہ براہمن کے جیون اور عام آدمیوں کے جیون میں واقعی زمین آسمان کا فرق ہے۔ تعلیم یافتہ ہر حالت میں ایک گنوار سے بہتر ہوتا ہے۔ تعلیم خواہ کسی زبان میں ہو۔ ہر حالت میں دوسروں کے سر ان کو جھکا دیتی ہے۔ اس ودیالہ سے فارغ التحصیل براہمن نوجوان ضرور دوسروں کی عزت اور تعظیم کے مستحق ہونگے۔ اور پھر جب وہ کسی نہ کسی صنعت یا آیور وید یا جوتش جیسی تعلیم سے مالامال ہونگے۔ تو زراعت کے کام کے علاوہ آسودہ حال زندگی بسر کرنے کی اُنہیں زیادہ سے زیادہ قدرت حاصل ہوگی۔

موجودہ درسی تعلیم کا ایک نقص یہ ہے۔ جو اس تعلیم سے فیض یاب ہوتا ہے۔ وہ دیہاتی زندگی کو چھوڑ کر شہری زندگی اختیار کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شہروں کی آبادی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ اور دیہات کی آبادی کمی پر ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے۔ اس لئے یہاں دیہات کی آبادی کے برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہماری ودیالہ کے ذریعے براہمن نوجوانوں کو دیہات سے نفرت پیدا نہ ہوگی۔ بلکہ کھلی ہوا۔ کھلی فضا ندی۔ نالوں۔ سبزہ زاروں سے پیار زیادہ ہوگا۔ وہ صحت افزا اور ہاتھ پاؤں ہلانے والے پیشوں سے زیادہ مانوس ہونگے۔ اور ان کی زندگی صبر و شکیب سے بھرپور ہوگی۔ کیونکہ ہندی اور سنسکرت تعلیم کا ایک اثر یہ ہے کہ آدمی کا جیون سنتشٹ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہماری ودیالہ دیہاتی آبادی کو ضعف پہنچائے بغیر ہماری جاتی کے نوجوانوں کو اس طرح سے شکشت کریگی۔ کہ وہ دیہات میں رہ کر ہی اپنی زندگی کو دوسرے کے لئے قابل رشک اور قابل عزت بنا سکیں گے۔

اس دفعہ کی کانفرنس پر گوسوامی جی نے اس ودیالہ کو ودیارتھیوں سے پُر کرنے کے لئے ایک عجیب عملی ترکیب سُجھائی ہے۔ وہ یہ کہ اس مضمون کا ایک ریزولیوشن پاس کرایا۔ کہ جس بھائی کے گھر پر ماتما نے تین یا تین سے زیادہ فرزند عطا کئے ہوں۔ وہ ضرور ایک لڑکے کو ودیالہ کی تعلیم کے لئے ودیالہ میں بھیجے۔ اس تجویز میں اس قدر خوبیاں ہیں۔ کہ میرا قلم اُن کے بیان سے قاصر ہے۔ تاہم ایک دو نکتے یہاں عرض کرتا ہوں۔

(۱) جس گھر میں تین لڑکے ہیں۔ اگر تینوں کو موجودہ سکولوں کی تعلیم دی گئی۔ تو تینوں کے تینوں

ملازمت کے لئے باہر دوڑیں گے۔ لیکن ودیالہ کی تعلیم حاصل کرنے سے کم از کم ایک لڑکا تو مقامی طور پر گھر پر رہنے کے قابل ہوسکے گا۔ اور گھر بار کی سنبھال بخوبی کرسکے گا۔ اور سب کی عزت اور احترام کا مستحق بنا رہیگا۔ اور گھر کے انتظام کو بھی بخوبی کرسکیگا۔

(۲) نت کرم۔ سنسکار۔ پنج مہایگیہ وغیرہ سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے وہ دوسروں کے آگے نیک مثال قائم کرسکیگا۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ اس وقت وواہ اور دیگر سنسکاروں پر کوئی تعلیم یافتہ پنڈت نہیں ملتا۔ بلکہ جو نیم حکیم موجود بھی ہیں۔ وہ اپنی اپنی کھال میں مست ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں آپس میں جھگڑ کر دوسروں کی ہنسی کا موجب بنتے ہیں۔ ودیالہ کی تعلیم کا یہ اثر ہوگا۔ کہ ہر ایک شادی کے موقعہ پر گاؤں گاؤں میں پورن ودھی سے شادیاں کرانے والے براہمنوں کی کثرت ہو جائیگی جس سے ویدک ریتی سے شادیوں کی شان قائم ہوگی۔ اسی طرح سے مرگ کے موقعہ پر مرنے والے کو گیتا پاٹھ اور دیگر وید منتروں کے سننے سے آخری وقت میں اطمینان حاصل ہوگا۔ اور ان کی آخری مراسم باقاعدہ ہونے سے ان کی سدگتی میں آسانی ہوگی۔

گو سوامی جی مہاراج نے وعدہ کیا ہے کہ جو براہمن ابھی سے اپنے لڑکوں کو ہندی سنسکرت کی تعلیم کے لئے پیش کرنا چاہیں۔ وہ انہیں لائل پور کے ودیالہ میں بھیج سکتے ہیں تاکہ جس وقت بھی گوجر خاں میں ودیالہ کھل جائے۔ اسی وقت ان ودیارتھیوں کو وہاں سے یہاں لایا جاسکے اور کام فوراً شروع کیا جاسکے۔ یہ کیسی عمدہ تجویز ہے۔

ودیالہ کے قیام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے

اس وقت پرماتما کی کرپا سے چار پانچ ہزار روپے کے قریب راولپنڈی ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کے پاس جمع ہے۔ اس کے علاوہ ایک مکان بارہ چودہ سو روپے کا شاہ پور میں ہے۔ اور اس کانفرنس پر بھی ساڑھے سات ہزار روپے کے قریب رقم جمع ہوئی ہے جس میں ایک قطعہ زمین چاہی کی قیمت بھی شامل ہے۔ بس آپ یہ سمجھئے۔ کہ آج سے تین سال پہلے فقیر فدا نے جو دس ہزار روپیہ کی اپیل کی تھی۔ وہ پرماتما کی کرپا اور میری پیاری براہمن جاتی کی ہمت سے پوری ہوئی۔ یعنی جس کام کو بعض اصحاب ناممکن سمجھتے تھے۔ وہ اب ممکن ہوگئی ہے

اب ودیالہ کے لئے کم از کم پچیس ۲۵ ہزار روپیہ اور جمع کرنا چاہیئے

یعنی ودیالہ کی عمارت اور ماہانہ اخراجات کی بہم رسانی کے لئے ایک مستقل فنڈ کی ضرورت ہے۔ گوسوامی گنیش دت جی مہاراج کی غیر معمولی رُوحانی طاقت اور تپ بل کے سامنے یہ رقم کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ میں بھی اُن کے ہمرکاب جانے کو تیار ہوں۔ ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کے دوسرے ہتیشی اور معزز لیڈر بھی اُن کے ساتھ علاقہ پٹھوار اور کاہرو اور شہر راولپنڈی یا ہرکاب جانے کے لئے تیار رہیں۔ گوسوامی جی نے جون کے آخری چار روز یعنی ۲۵ جون سے ۲۹ جون تک چندہ کی فراہمی اور دھرم پرچار کے لئے مخصوص کئے ہیں۔ شرمیان فخر قوم بخشی بھگت رام جی سیگن۔ بخشی لکھی چند جی رمدے۔ ڈاکٹر سچانند جی۔ ڈاکٹر جگن ناتھ جی بھگت تیج رام جی۔ بخشی فقیر چند جی الیسر۔ بخشی دینا ناتھ جی باسی۔ مہتہ پرتاپ سنگھ جی۔ رسالدار گنڈا سنگھ جی۔ پنڈت جے گوپال جی۔ بخشی گیان چند جی بی۔اے۔ پنڈت تیج بھان جی۔ رسالدار امیر سنگھ صاحب۔ سردار گورکھ سنگھ صاحب ساعی۔ پنڈت وشوا ناتھ جی و دیگر جاتی ہتیشیوں میں سے جو جو اصحاب وقت دے سکیں۔ وہ ڈیپوٹیشن کے ساتھ جانے کو تیار رہیں۔ اور اُدھر دل اور دولت رکھنے والے اصحاب بھی فیصلہ کر چھوڑیں۔ کہ قومی فقیروں کی جھولی میں کیا کچھ دان دینا ہے۔ تاکہ مانگنے والوں کو بھکشا حاصل کرنے اور دانی اصحاب کو بھکشا دینے میں سہولت رہے۔

رپورٹ سالانہ گزٹ برانچ

از یکم مئی ۱۹۳۰ء لغایت ۳۱ مئی ۱۹۳۱ء

جو کہ اٹھارھویں سالانہ براہمن کانفرنس منعقدہ گوجر خاں میں پڑھی گئی

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ میں نے مؤرخہ ۶ مارچ ۱۹۲۸ء کو بموقعہ کانفرنس ڈسٹرکٹ براہمن سبھا منعقدہ راولپنڈی براہمن گزٹ کی خستہ حالی کو دیکھ کر اور فخر قوم پنڈت دتہ پرشاد صاحب فدا اور میرے استاد بخشی دینا ناتھ صاحب باسی کے اُپدیش پر۔ اس اہم ڈیوٹی کے لئے اپنے رفقا کی خلاف مرضی اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ گو مجھ میں کوئی وصف نہ تھا۔

اور قومی تعلیم سے بھی بالکل بے بہرہ تھا۔ اور نہ اس سے پیشتر اس سبھا میں کوئی کارنمایاں میں نے کیا تھا۔ تاہم میرے دلی درد کو محسوس کر کے اور میری ظاہری شکل پر وشواس کرتے ہوئے قوم نے بصد شفقت منظور فرما کر یہ قومی سیوا میرے سپرد کی۔ اور میں نے اپنا نام قومی گداگر رکھ لیا۔ اور گداگری شروع کر دی۔ حتیٰ کہ میں نے اس پریم کو محسوس کر کے اس بوسیدہ قومی آرگن کو جس کے اس وقت ڈیڑھ دو سو کے قریب خریدار تھے۔ پاؤں پر کھڑا کر دکھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ دوسرے سال سالانہ کانفرنس بمقام گوجر خاں ہوئی۔ وہاں بھی رپورٹ سالانہ گزٹ برانچ کی سُنائی گئی۔ جس کی نسبت فخر قوم جنم داتا سبھا ہذا بخشی بھگت رام صاحب سگن اسسٹنٹ ڈپٹی کنٹرولر و سابقہ پریذیڈنٹ سبھا ہذا نے اپنی تقریر کے دوران میں اس کا اعتراف فرمایا تھا۔ مگر اس کانفرنس میں قوم سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ اب اس ڈیوٹی پر کسی دیگر صاحب کو لگایا جائے۔ مگر وہاں شنوائی نہ ہوئی۔ اور یہ سیوا مجھ حقیر کے ہی سپرد رہی۔ اس لئے دوسرا سال بھی میں نے ہی گزارا۔ جس کی رپورٹ سترھویں سالانہ کانفرنس منعقدہ ہرنال میں سنائی گئی۔ اور پُر زور مطالبہ کیا گیا۔ کہ اب تو اس کا چارج کسی دیگر قومی سیوک کے سپرد کیا جائے مگر اس دفعہ بھی میرے اس مطالبہ پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ اور یہ ڈیوٹی میرے ہی سپرد رہی۔ اور ۲۰ روپے ماہوار کا ایک اسسٹنٹ مینجر دیا گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ وصولی کا کام از حد مشکل ہے۔ اس لئے اسسٹنٹ مینجر تو ڈسپیچ گزٹ و ڈاک کا ہی کام کرتے رہے اور اس کے سوائے میرا بھی ذاتی کام کرتا رہا۔ اور میں خود ہی اس کام کو سر انجام دیتا رہا۔ اب بوجہ تین سال ختم ہو جانے کے اس ۱۸ ویں کانفرنس میں تیسری بار رپورٹ گزٹ برانچ سنانے کے لئے آپ کے چرنوں میں حاضر ہوا ہوں پیشتر اس کے کہ میں اپنی رپورٹ جس کے سُننے کے لئے آپ متوجہ ہو رہے ہیں۔ سُناؤں۔ حاضرین سے باادب ایک عرض کرتا ہوں۔ کہ میں آئندہ کم از کم ایک سال کے لئے اس اہم ڈیوٹی کو سر انجام دینے کے لئے بدیں وجوہات معذور ہوں۔ (۱) بینائی بالکل کم ہو گئی ہے۔ جس کا علاج کرانا ہے (۲) خانگی معاملات بہت حد تک بگڑ گئے ہیں۔ ان کو سلجھانا ہے۔ (۳) میری راشی پر سنیچر دیوتا جی مہاراج کا بھی آخیری دور ہے۔ اس کا بھی بیتھا شکست اپاؤ کرانا ہے (۴) متواتر محنت کشی سے تھک گیا ہوں۔ آرام کرنا ہے۔ (۵) بچوں کی تعلیم میں بہت کمزوری ہو گئی ہے۔ اس کو بھی پورا کرانا ہے (۶) جسمانی صحت بھی خراب ہو گئی ہے۔ اس کی طرف بھی توجہ کرنی ہے۔ میرے پیارے بزرگو۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ اپنی ذاتی کمزوریوں کو چھپائے رکھوں۔ اور

اگر آپ رہنمائی نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم حوصلہ شکنی نہ کرو

اندر ہی اندر برباد ہو جاؤں۔ اور اس نہایت ہی قابل قدر اور اہم ڈیوٹی کی آڑ میں دھوکا دہی سے بڑا آدمی بنا رہوں۔ سچ بولنا انسان کا فرض ہے۔ اور قومی سیوا میں تو یہ نہایت ہی لازمی ہے۔ میں آپ کا بہت سا قیمتی وقت لے چکا ہوں۔ اب دوبارہ دست بستہ عرض ہے۔ کہ اس سال عہدہ مینجری براہمن گزٹ کا چناؤ عہدہ جناب پریذیڈنٹ صاحب کے چناؤ کے بعد پہلے ہی کیا جائے۔ تاکہ موزوں چناؤ ہو سکے۔ اور اگر سالہائے گذشتہ کی طرح چناؤ تسلی بخش نہ ہوا تو آپ سمجھ لیں کہ آپ نے سخت مغالطہ کھایا ہے۔ اور اپنے قومی آرگن کی عزت و وقار کو کھو دینے میں حصہ لیا ہے یہ ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں۔ میں اپنی مجبوریوں کا پہلے اظہار کر چکا ہوں سہ بارہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ موجودہ وقت میں آپ کا یہ ادنےٰ سیوک اس قومی سیوا کے لائق نہیں ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میری اس عرض پر ہمدردان قوم جوش میں آ کر خود ہی اپنے آپ کو اس سیوا کے لئے پیش کریں گے۔ مگر خیال رہے۔ کہ یہ معمولی کام نہیں جوش ایسا نہ ہو۔ کہ کانفرنس کے باہر کی سرد ہوا لگتے ہی ٹھنڈا ہو جائے۔ قول مرداں جان دارد کے مسئلہ کو زیر نظر رکھیں۔ کیونکہ میں نے اس قومی آرگن کے باغ کو اُجڑا ہوا سنبھالا تھا۔ اور اپنے جگر کے خون سے سینچ کر اس کو بہار پر لایا گیا ہے۔ مجھے تا زیست اس سے محبت رہے گی۔ اور ممکن ہو سکتا ہے کہ میں سال آئندہ کو اپنے سب خانگی معاملات تیاگ کر اپنا بقایا جیون اس قومی آرگن کے ہی سپرد کر دوں۔ اب پُر زور اپیل کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی ڈھلال قوم کا سپوت دل و جان سے اس سیوا کو سنبھالنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے۔ تو مجھے از حد خوشی ہوگی

آج دن تک رجسٹر خریداران گزٹ کا نمبر شمار ۱۳۶۳ ہے۔ جس سے ڈیڑھ صد کے قریب نادہند انکاری اور کچھ سرگباش شدہ ہیں۔ جن کے نام نامی ایک مکمل فہرست میں برائے آگاہی عوام سلسلہ وار درج گزٹ کئے جائیں گے۔ ہمیں اُن کی زندگی پر افسوس ہے۔ کہ اس نازک اور نئی روشنی کے وقت میں جب کہ تمام اقوام اپنی اپنی اقوام کی خاطر اور بے لاگ لیڈران اپنے ملک کی خاطر طرح طرح کی قربانیاں کر رہے ہیں۔ اپنے قومی آرگن سے انکار کرنا یا اس کی اشاعت کو نہ بڑھانا اپنی قومی ہستی کو سخت خطرہ میں ڈالنا ہے وہ صاحبان خاص شکریہ کے مستحق ہونگے۔ جو انکاری اصحاب سے رقم وصول کر کے دفتر براہمن گزٹ میں روانہ فرمائیں گے۔

اس سال ۱۵۹۶ روپئے ۱۴ ار سالانہ آمدنی ہوئی اور ۴۸ روپے اُجرت اشتہارات قابل وصولی

بقایا [illegible] ہے

ہے اور ۱۴۹۹ روپے ار ۹ پائی خرچ آیا ہے اور ۵۱ روپے ۲ ر ۶ پائی سیوا فنڈ کا قرضہ بنام گزٹ فنڈ ہے - اس کے علاوہ ماہ مارچ ۳۱ء تا مئی ۳۱ء کا بل بھی ادا کرنا ہے - گو معمولی خسارہ رہا ہے - لیکن یہ دیکھ کر آپ خوش ہوں گے - کہ قومی پروانوں کی امداد سے قوم میں اس گزٹ کے ذریعہ پرچار کرنے سے کچھ بیداری کے آثار بھی نمودار ہیں - اور سبھا ہذا کا ڈنکہ باقی اضلاع میں قابل رشک طور پر بج رہا ہے - پنڈال کانفرنس میں موجودہ اصحاب سے گذارش ہے - کہ یہاں دفتر براہمن گزٹ کھلا ہوا ہے - وہاں تشریف لا کر اپنا حساب ملاحظہ فرمائیں اور جن کے ذمہ چندہ ہو - وہ باخذ رسید ادا فرمائیں - اور جو صاحبان خریدار نہیں ہیں - خریدار گزٹ بن کر مشکور فرمائیں +

ایڈیٹر صاحب

ہماری قوم کے فخر اور ملک کے مایہ ناز شریمان جناب پنڈت دتتہ پرشاد صاحب فدا ہیں - جو کہ ایک قابل ہستی ہیں - اور مجھ حقیر کے ساتھ ہی آنریری ایڈیٹر براہمن گزٹ مقرر ہوئے تھے - سال گذشتہ انہوں نے اپنی مجبوریوں کا اظہار کرتے ہوئے اپنی سبکدوشی کی استدعا کی تھی - مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی - اس لئے مجبوراً ان کو ہی کام کرنا پڑا - مگر نہ شنوائی ہونے کا نتیجہ آپ ذیل سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں - سال اول میں ۳۷۰ دن تھے - جن میں ایڈیٹر صاحب کے درشن دس دفعہ مجھے ہوئے اور دو صد خطوط ان کے دفتر ہذا میں موصول ہوئے - سال دوم میں ۳۷۹ دن تھے - درشن پانچ دفعہ ہوئے اور ۹۵ خطوط دفتر ہذا میں پہنچے - سال حال میں ۳۷۷ دن تھے - جن میں ایک دفعہ ان کے درشن ہوئے - اور ان کے گیارہ خطوط دفتر میں پہنچے - اب آپ ہی نوٹ کر لیں - کہ جب ایڈیٹر صاحب اور مینیجر براہمن گزٹ میں تبادلہ خیالات کا یہ حال ہو - تو ترقی اشاعت کب اور کیسے ہو سکتی ہے - جب کہ ایک اور رکاوٹ بھی درمیان میں حائل ہو جائے - قواعد و ضوابط کے مطابق گزٹ کی گوجر خاں سے تاریخ اشاعت آٹھ تاریخ مقرر ہے - جس کی رو سے گزٹ کا پارسل ہر ماہ گوجر خان زیادہ سے زیادہ چھ تاریخ تک پہنچ جانا لازمی ہے - تاکہ آٹھ تاریخ تک ڈسپیچ ہو سکے - مگر افسوس کہ امسال کبھی بھی پارسل گزٹ ۱۰ تاریخ سے پہلے گوجر خاں نہیں پہنچا - اور بارہ تاریخ سے پہلے ڈاکخانہ میں کبھی نہیں دیا گیا - اس سال اس کی اشاعت میں بے حد بے قاعدگی ہوئی ہوئی ہے - اور خاص کر یہی وجہ ہے کہ میرا جوش بھی کچھ ٹھنڈا ہو گیا - اور گزٹ فنڈ کو یہ خسارا رہا اور اس کا وقار بھی قدرے کم ہو گیا - اب سے یہ نہ سمجھیں

کہ میں ایڈیٹر صاحب کی ذات پر حملہ کر رہا ہوں - وہ میرے بزرگ ہیں - میں تہ دل سے ان کی عزت کرتا ہوں - مگر یہ غلطی سبھا کے کارکنوں کی ہے - جو یہ نہیں سوچتے "کہ فلاں شخص کو فرصت ہے یا کم نہیں - پنڈت جی کو ایک تو اپنی اہلیہ کی بے وقت مرتیو کا سخت رنج ہے - دوسرے وہ ہائی سکول لاہور میں ملازم ہیں - تیسرے شاعر بھی ہیں اور قریباً ہر ایک مشاعرہ میں ان کی شرکت ازبس لازمی ہوتی ہے - چوتھے آل انڈیا براہمن سبھا کے سیکرٹری بھی ہیں - پانچویں کچھ بیمار بھی رہے ہیں - چھٹے اپنی سپتری کی شادی کی وجہ سے مصروفیت زیادہ رہی ہے - اس کے علاوہ کئی دیگر مجلسوں مثلاً ٹیچرز ایسوسی ایشن وغیرہ کے سرگرم کارکن ہیں - بھلا سوچیئے تو سہی کہ اتنا مشغول انسان کیا کیا آنریری ڈیوٹی کر سکتا ہے - اور کہاں تک کاتبوں - نامہ نگاروں کا غذات کی خرید و فروخت چھاپہ خانہ کی دوڑ دھوپ میں وقت دے سکتا ہے - میرے خیال میں اب ان کو بھی اُن کی استدعا کے مطابق ایک سال کے لئے سبکدوش کرنا چاہیئے -

اسسٹنٹ ایڈیٹر صاحب } میرے خیال میں یہ عہدہ قابل اعتراض ہے - کیونکہ جو شخص اس عہدہ پر مقرر ہوتا ہے - وہ برائے نام ہوتا ہے - اور مقرر ہونے کے بعد وہ اپنی ذمہ واری کو محسوس نہیں کرتا - اور صرف ٹائٹل پیج پر اپنا نام دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہے - میرے وقت میں پہلے اسسٹنٹ ایڈیٹر بخشی لکھمی چند مہر تھے - اُنہوں نے کوئی کام نہیں کیا تھا - اور نہ خود کبھی گزٹ کا چندہ ادا کیا - بلکہ ہر سال کے ایک صاحب جو کہ ضلع گجرات میں پٹواری ہیں - کی دُختر کی شادی پر وہاں تشریف لے گئے - اور اڑھائی روپے فریقین سے بدنام سبھا ہذا کا وصول کیا - جو کہ آج تک اُنہوں نے باوجود میرے تقاضے کے ادا نہیں کیا - آج کل بخشی رام لال صاحب حسرت اس عہدہ پر مامور ہیں - جو کہ کمیشن ایجنٹ بھی ہیں - بوجہ کاروباری آدمی ہونے کے اُن کو بھی فرصت کم ملی ہے - اس لئے اس عہدہ کا زیادہ خیال رکھا جائے -

پریذیڈنٹ گزٹ برانچ - ناظرین کو معلوم ہوگا - کہ پنڈت پرمانند صاحب ڈھلال پنشنر ضلعدار نہر میرے ساتھ ہی پریذیڈنٹ مقرر ہوئے تھے - جو کہ مجھ حقیر کے چچا ہیں - دو سال گذشتہ اُنہوں نے اچھا کام کیا تھا - مگر اس سال دفتر گزٹ بمقام گوجر خاں اور اُن کی رہائش بمقام مانکیالہ براہمناں ہو جانے کے باعث سوائے پڑتال حساب یا دستخطوں کے کوئی امداد نہ کر سکے - ساتھ ہی اُن کو مرض نسیان و درد ریح کا دورہ ہے - اس لئے اُن کو بھی اب آرام کرنا

کرنا چاہیئے۔

ڈاک خانہ اس سال دفتر ہذا سے ۳۳۹۳ چٹھیات لکھی گئیں - ڈاک خانہ والوں کا برتاؤ کارکنان دفتر ہذا کے ساتھ نہایت اچھا رہا ہے۔ اور اُن کی نسبت کوئی شکایت نہیں ہے۔

پالیسی گزٹ پالیسی گزٹ میں بھی ترمیم کی ضرورت ہے کیونکہ عام خریداران اس کی نسبت اعتراض کرتے ہیں

سیکرٹری صاحب سیکرٹری صاحب نے بذریعہ اُپدیشک اس سال ۱۴۰ روپے چندہ گزٹ وصول کرکے دیا ہے۔ اور مینیجر براہمن گزٹ نے ۹۰ روپے وان بدہان وصول کرکے سیکرٹری صاحب کو دیا ہے۔

شوک بنا رام سکنہ مدیکالہ جو عرصہ تک ڈسٹرکٹ براہمن سبھا کا وظیفہ خوار رہا اور تعلیم حاصل کرکے اس وقت ہرنال سکول میں ملازم ہے۔ اس سے گزٹ کا خریدار بننے کے لئے دو سال سے نہایت کوشش اور منت سماجت کی۔ مگر وہ انکاری رہا۔ افسوس یہ سبھا ایسے بچوں کو وظیفہ پر تعلیم دلوا کر کامیابی قوم کے لئے کیا اُمید کر سکتی ہے۔ ہم تصدیق کنندگان صاحبان سے عرض کرونگا۔ کہ وہ آئندہ وظیفہ کے وقت سفارش کرتے ہوئے کچھ سوچ لیا کریں۔ میرے سُننے میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ اس کے علاوہ اور کئی ایسے طلبا ہیں۔ جنہوں نے سال ۱۹۰۵ء سے آج تک سبھا کے وظیفوں پر تعلیم حاصل کی۔ اور اچھے اچھے عہدوں پر ملازم ہیں۔ مگر ان کو سبھا ہذا سے کوئی پریم نہیں ہے۔ اور نہ وہ گزٹ کے خریدار ہیں۔ اور نہ ان کے رشتہ دار اس مہربانی کو محسوس کرتے ہیں۔ پرماتما کرے اُن کو عقل و ہوش آ جائے اور اپنی سابقہ حالت زار پر افسوس کریں۔

شکریہ اس سال خریداران گزٹ کی تعداد بڑھانے میں بخشی ہری رام صاحب ایسر سپرنٹنڈنٹ دفتر جناب ایجنٹ گورنر جنرل صاحب بہادر کوئٹہ و بخشی متھرا داس صاحب ریڈر جوڈیشل کمشنر صاحب بہادر پشاور و پنڈت گنپتی صاحب شرما سکنہ میرپور اور باوا ایشر داس صاحب سنگ بجٹ کلرک دفتر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر ریلوے کراچی نے خاص امداد دی ہے۔ اور ایک ایک دو دو خریدار بہت سے اصحاب نے دیئے ہیں۔ اس لئے یہ سب صاحبان شکریہ کے مستحق ہیں۔

پرماتما کرے کہ دیگر اصحاب کو بھی قومی لگن اور قومی ہمت اور پریم پیدا ہو۔

پنڈت گنپتی صاحب شرما سکنہ میرپور پرانے زمانہ کے قدیم براہمنان کی ساکھیات مورتی کی زندہ مثال ہیں۔ ان کے درشن سے ہی پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ براہمنان اس کل جگ کے زمانہ میں بھی اپنے علم وافعال کی بدولت اپنی قدر کرا سکتے ہیں۔ ان تین چار اضلاع میں میں نے ایسا کوئی پنڈت تپسوی۔ نرلوبھی۔ سداچاری نہیں دیکھا۔ ہر ایک براہمن بھائی کو ان کی مثال قائم کرنی چاہیئے۔ (۲) ڈاکٹر امولک رام صاحب وٹرنری اسسٹنٹ سرجن گوجرخاں سکنہ بیول نے دفتر براہمن گزٹ کے لئے ایک دری قیمتی ۱۵ روپے عنایت فرمائی ہے۔ جس کے لئے وہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

سفارش میں پر زور سفارش کرتا ہوں۔ کہ گزٹ میں بخشی ہری رام صاحب ایسر بخشی متھراداس صاحب و پنڈت گنپتی صاحب شرما اور بخشی بھرت داس صاحب پوسٹ ماسٹر حال دفتر سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈاک خانہ جات راولپنڈی جنہوں نے قومی ڈیپوٹیشن برائے شملہ کا خرچ ادا کیا تھا۔ کے فوٹو براہمن گزٹ میں نکالے جائیں ؞

آپ کا ادنے سیوک
نہال چند ڈھلال
آنریری مینیجر براہمن گزٹ۔ گوجرخاں

کارروائی براہمن سدھار سبھا ایبٹ آباد بابت مئی ۱۹۳۱ء

اس ماہ میں انترنگ سبھا میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ آئندہ ہر اتوار کو پری وارک ست سنگ براہمن بھائیوں کے گھروں پر ہوا کرے۔ اس لئے مورخہ ۲۴ مئی بوقت ۵½ تا ۷ بجے شام گوسائیں صاحب چونی لال جی کے مکان پر سب بھائی بمعہ اپنے اپنے پریوار کے اکٹھے ہوئے۔ سب سے پہلے ہون اور اس کے بعد بھجن ہوئے۔ بعد ازاں پنڈت صاحب گردھاری لال جی شاستری نے براہمنوں کی سابقہ حالت اور موجودہ حالت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس بات پر زور دیا۔ کہ براہمنوں میں پریم اور ایک جہتی ہونی چاہیئے۔ پریم اور اتفاق سے جاتی کی اُنتی ہے۔ بعد میں ایک

بھجن اور آرتی کے بعد ست سنگ سماپت ہوا۔ اور گوسائیں چونی لال جی نے عہ سبھا کو دان دیا۔ منتری نے ان کا شکریہ سبھا کی طرف سے کیا اور اگلے ہفتہ کا ست سنگ پنڈت رام چندر جی دجرائے کے مکان پر مقرر کیا گیا۔

مورخہ ۵/۶/۳۱ کو پنڈت رام چندر جی دجرائے کے مکان پر ست سنگ ٹھیک ۵½ بجے شام شروع ہوا۔ باوجود سخت بارش ہونے کے بھی براہمن بھائی اور دیویاں پریم سے رنگی ہوئی وقت پر پہنچ گئیں۔ سب سے پہلے ہون ہوا۔ اس کے بعد سب نے مل کر بھجن گائے۔ اور ایک بھجن پنڈت کرشن کمار اور راما کانت نے باجہ کے ساتھ گائن کر کے حاضرین کو خوش کیا۔ کرشن کمار کی عمر تقریباً ۱۲ سال اور راما کانت کی عمر تقریباً ۵ سال کی ہے۔ مگر انہوں نے ایسی طرز سے بھجن کو گائن کیا۔ جس سے حاضرین عش عش کرنے لگے۔ اس کے بعد پنڈت کرشن کمار نے ایک مضمون معہ نظم کے کھڑا ہو کر پڑھا۔ بعد میں پنڈت گھنی شام لال جی کا اپدیش براہمن جاتی میں پریم پیدا کرنے پر ہوا۔ اس کے بعد بھجن اور آرتی ہو کر ست سنگ سماپت ہوا۔

آپ کا شبھ چنتک

جیت لال ایسر منتری

براہمن سدھار سبھا ایبٹ آباد

ایک براہمن لڑکے کے خیالات

میرے پوجیہ بزرگو اور پوجنیہ ماتاؤ۔ یہ نادان آپ کے چرنوں میں کچھ ٹوٹے پھوٹے شبدوں میں اپنا وچار پرکٹ کرتا ہے۔ اُمید ہے۔ آپ اس نادان پر کرپا درشٹی کرو گے اگر اس نادان سے کوئی غلطی ہو گئی۔ تو آپ کھشما کرو گے۔ گت … وی وار کو پنڈت گردھاری لال جی نے گوسائیں چونی لال جی کے گھر پر ی وارک ست سنگ میں براہمنوں کی دشا کے اوپر رنج پرکٹ کیا تھا۔ یہ سن کر مجھے بھی سخت رنج ہوا۔ جس رنج نے میرے رنجیدہ دل میں شوق پیدا کیا۔ جو رنج شوقین بزرگوں کے دلوں میں ضرور ہونا چاہیئے۔ اسی شوق نے آج مجھے آپ کے چرنوں میں کھڑا ہونے کے لئے مجبور کیا۔ میرے پوجیہ بزرگو! میں نے

بچوں کی شادی پر اندھا دھند روپیہ خرچ نہ کرو *

جہاں تک اپنی بدھی یعنی کم عقل سے وچارا۔ اس کا نتیجہ راگ دویش یعنی گھر کی پھوٹ جھوٹ۔ حسد۔ ایرشا۔ لوبھ۔ خود غرضی۔ اشانتی اور آلس وغیرہ عیب ہی نظر آئے۔ جب سے براہمنوں کے دلوں میں ان عیبوں نے ڈیرا ڈالا۔ تب ہی سے براہمن جاتی ایشور کی درشٹی سے مگر کر راجا مہاراجا امیر سے لیکر کنگلے کی نظر سے گر کر اس دکھ کا گھر بن گئی ہے۔ اس لئے براہمنوں کے گھروں میں بے چینی چھا گئی۔ لیکن سب سے اوّل براہمنوں کو زیادہ تر کوشش کرنی چاہئے۔ کہ یہ اوگن بڑوں سے لیکر چھوٹے بچّے کے دل تک نہ پہنچیں۔ جب بزرگ آپس میں پریم سے لگاؤ نہیں رکھتے۔ تو بڑوں کو دیکھ کر چھوٹے بچّے بھی اپنے بال سکھا بھائیوں کے ساتھ پریم کا برتاؤ نہیں جانتے۔ اس لئے آپ کے چرنوں میں یہ ضروری سمجھ کر پیار لکھا کرتا ہوں۔ کہ آپ جتنے بزرگ پرم وادک ست سنگی سمیلت ہیں۔ سب ایشور کو حاضر ناظر سمجھ کر اور وید بھگوان کو ساکھی رکھ کر اپنے دل کی کدورتوں کو صاف کر دیں۔ یہ ممکن نہیں ہوتا۔ اگر ایک دوات بلیو سیاہی کی ہو۔ دوسری دوات لال سیاہی کی۔ تو ان دونوں کو ملانے پر ان کا رنگ بدصورت ہو جائے گا۔ اگر دونو دواتیں بلیو سیاہی کی ہوں۔ تو ان کو ملانے سے رنگ اچھا اور گوڑھا ہو جائیگا۔ اگر صاف پانی صاف پانی کے ساتھ ملے گا۔ تو اچھا ہے۔ اگر دودھ اور چھاچھ کو ملایا جائے تو دودھ جم جائیگا۔ اگر دودھ کے ساتھ دودھ ملائیں۔ تو دودھ اچھا ہو جائیگا۔ اس لئے ہر ایک بھائی اپنے من کو شدھ رکھ کر اور آلس چھوڑ کر اس جاتی کو اٹھانے کی کوشش کریں۔ تو براہمن جاتی کے علاوہ تمام بھارت اٹھا سکتے ہیں۔ پراچین کال میں رشیوں کا یہ سدھانت تھا۔ کہ پرب کے دن بلکہ ہر ایک روز اپنے بال بچوں اور ودیارتھیوں کے ساتھ ہر ایک رشی کے آشرم پر جایا کرتے تھے۔ اگنی ہوتر اور وید پاٹھ اور دھرم شاستر کا وچار کرتے تھے۔ اور ہر ایک مہارشیوں کا ستکار کرتے تھے۔ جس سے آج دن تک براہمن جاتی پوجی جا رہی ہے۔ بلکہ بھگوان رام چندر اور بھگوان کرشن چندر جی نے براہمنوں کے چرنوں کی مٹی اپنے ماتھے پر لگائی تھی۔ آپ سداماں کا اتہاس دیکھ سکتے ہیں۔ میں چند شبد پنجابی زبان میں آپ کو سناتا ہوں۔

براہمنوں کی عزت پر

براہمن اوہ قوم سی جگ اندر سارے جگ نوں نیتی سکھاون والی

خلق اور ملنساری براہمن کی خاص صفات ہیں

دان لین والی تے دان دین والی ودیا پڑھن تے دیا پڑھان والی
کردی ایک سی لوکاں دے بھلے خاطر نیک ودجیاں کولوں کران والی
اج اوہی قوم براہمناں دی ہوئی تھاں تھاں توں جھڑکاں کھان والی
پرم پتا دے روپ وچ لین ہو کے براہمن دیوتا آتما رنگ دے سن
ہن دے براہمناں وانگ نہ پاپ کردے مدیہ ماس تے انڈے کھاوندے سن
سداماں جیہے غریب براہمناں نے دھلائے سن چرن کرشن مرار کولوں
کرشن کمار ہن کی ہوگیا انہاں براہمناں نوں جیہڑے تھرا وندے چرن دھوان کولوں

تمباکو نوشی

(از قلم جناب پنڈت گوپی ناتھ صاحب البیر - جموں توی)

بدقسمتی سے جب سے پرتگالی لوگ پرانے زمانے میں تمباکو کو ہندوستان میں لائے ہیں۔ اسی وقت سے آج تک اس کا استعمال دن بدن ترقی پر ہے۔ واضح ہو۔ کہ تمباکو انسان کی طبعی غذا نہیں۔ بلکہ ایک ایسی نباتاتی دوا ہے۔ کہ جس کا استعمال اطبا و ڈاکٹر لوگ کرتے ہیں۔ اس امر کا ثبوت کہ قدرت نے اس کو روز مرّہ کے استعمال کی چیز نہیں بنایا یہ ہے۔ کہ جب کوئی اول مرتبہ تمباکو کا استعمال کرتا ہے۔ تو اس کا جی متلاتا ہے۔ سر درد کرتا۔ چکر آتا ہے۔ کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ پسینہ آتا ہے۔ اور دل ڈوبا جاتا ہے۔ حالانکہ انسان کی طبعی غذاؤں کے پہلی دفعہ کے استعمال سے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی تمباکو ایک دوا ہے۔ جس کے استعمال کا (بغیر طبی مشورہ کے) خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے علوم جدیدہ اور فنون پسندیدہ اس امر کے شاہد ناطق ہیں۔ کہ تمباکو کا دھواں پھیپھڑوں کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اس کے استعمال سے سینہ کمزور ہو جاتا ہے۔ گلے میں ایک لیس دار رطوبت جمع رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے کھانسی کی شکایت رہتی ہے۔ دمہ کا بہت بڑا سبب ہے۔ تپ دق کا اس سے خاص تعلق ہے۔ اس کے استعمال سے دل کی دھڑکن شروع ہوتی ہے۔ بقول ڈاکٹر اختلاج قلب کے ۹۰ فی صدی مریض تمباکو کے عادی

ہوتے ہیں۔ اس کے زیادہ استعمال سے غشی پیدا ہوتی ہے خون کا دورہ سست ہو جاتا ہے۔ بھوک نہیں لگتی۔ معدہ ضعیف اور ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ قبض کی شکایت رہتی ہے۔ دردسر۔ سر چکرانا۔ ضعف حافظہ۔ رعشہ۔ دیوانگی کمزوری وغیرہ امراض کو پیدا کرنے والا یہی تمباکو ہی ہے ÷

مزید براں بے خوابی کا عارضہ اسی سے پیدا ہوتا ہے تحقیقات نے ثابت کیا ہے۔ کہ ایک خاص قسم کا ہونٹوں کا پھوڑا بالخصوص پائپ کے استعمال کا سبب ہے۔ دانتوں کی رنگت کا خراب ہونا۔ مسوڑھے نرم ہونا۔ گلے کی خراش۔ حلق کی سوزش۔ آواز کا بیٹھ جانا یہ سب عوارض تمباکو نوشی کا ہی نتیجہ ہیں۔

تمباکو اعصاب کو ڈھیلا اور عضلات کو کمزور کرتا ہے۔ جس سے انسان سست کاہل الوجود۔ آرام طلب اور پست ہمت ہو جاتا ہے۔

ایک افریقی سیاح مسٹر برو بیان کرتا ہے کہ افریقہ کے باشندے سانپ کے ہلاک کرنے میں تمباکو کو اکسیر تصور کرتے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جس کھیت میں تمباکو بویا ہوا ہو۔ اور سانپ کو اگر اس میں چھوڑ دیا جائے۔ تو سانپ فوراً کھیت سے باہر نکل آئیگا۔ مگر تعجب کا مقام اور حیرت کی جا ہے۔ کہ خود اس سم قاتل کو اپنے ذاتی استعمال میں لا کر حاجت براری کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ تمباکو نوشی سے خون پتلا اور کم ہو جاتا ہے۔ اور دماغ کی ضروری پرورش نہ ہونے کے سبب دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ بدیں وجہ یورپ اور امریکہ میں طالب علموں کے لئے تمباکو نوشی قانوناً ممنوع ہے۔ حقہ۔ سیگرٹ پینے والوں کے ہاتھوں پر زردی مائل سی میل چڑھ جاتی ہے۔ جو سخت بدبودار ہوتی ہے۔ اس امر کا مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ کہ تمباکو کے کارخانوں میں پیشہ ور لوگ ضعیف۔ کمزور اور زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔ عام لوگوں کا بیان ہے۔ کہ جس زمین میں تمباکو بویا جائے۔ وہ زمین بہت کمزور ہوتی ہے۔ حقہ نوشی کی عادت انسان کو اپنا غلام بنا لیتی ہے۔

حقہ کے لالچ میں گندی سے گندی اور ذلیل ترین مجلس میں مجبوراً میل جول کرنا پڑتا ہے۔ دربدر پھرنا۔ سوال کرنا۔ اور حقیر جنس سے ملنا بھی اسی حقہ نوشی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے ÷

الغرض حقہ نوشی بے غیرتی اور بے حیائی کا مادہ پیدا کرنے کا باعث اور بداخلاقیوں کا موجب ہے۔ حقہ سیگرٹ پینے والے کاہل اور سست الوجود ہوتے ہیں۔ اس لئے بالعموم محنت و مشقت سے جی چراتے ہیں۔

بہت سے ایسے لوگوں سے دریافت کیا گیا ہے۔ جو تمباکو کا روزمرہ استعمال کرتے۔ کہ آپ لوگ تمباکو کیوں استعمال کرتے ہو۔ وہ ایسے فوائد بیان کرتے ہیں۔ مثلاً اس بات کا مدعی بے دلیل ہونا۔ کہ حقہ پینے سے باقاعدہ وقت مقررہ پر رفع حاجت ہو جاتی ہے حالانکہ اگر تحقیقات کی جائے۔ تو پتہ چلتا ہے۔ کہ تمباکو بذات خود ایک قابض شے ہے۔ جو انتڑیوں کو سست کر دیتا ہے۔ اور یہ مغالطہ نفس کہ پھر ان کی حاجت براری کیوں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ یہ قوت ارادی کا اثر ہے۔ کیونکہ جب تمام خیالات کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ اور منتشر خیالات کی رو بند ہو کر کسی خاص فعل کی طرف متوجہ ہو۔ تو ایسی صورت میں سکون کی حالت ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جس سے توجہ قائم ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں تمباکو نوشی صرف انہیں لوگوں پر اپنا اثر اور برتاؤ ڈالتی ہے۔ جو اس کے عادی ہوں۔ اگر درحقیقت تمباکو قبض کشا ہو۔ تو ہر ایک پر اس کا اثر یکساں ہونا چاہیئے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا۔

اسی طرح کھانا کھانے کے بعد تمباکو پینا فائدہ مند نہیں۔ بلکہ خیالات کو منتشر ہونے سے روکتا۔ دماغی تفکرات سے آزاد کرتا۔ ہاضمہ کو درست کرتا ہے۔ جو توجہ اور سکون سے متعلق ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تمباکو نوشی سے نیند آتی ہے۔ مگر وہ بھی غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ تجربہ بتلاتا ہے۔ کہ جب عامل کو کوئی شغل مل جائے۔ تو پراگندہ خیالات جو نیند کو مانع ہوتے ہیں۔ آنے سے رک جاتے ہیں۔ اور لازماً توجہ قائم ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے نیند آجاتی ہے۔ مگر صرف حقہ نوشی کے اثر سے ہی نہیں۔ بلکہ بسا اوقات اگر کسی کتاب کو بھی ہاتھ میں لے کر پڑھا جائے۔ تو ایسا ہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ حقہ پی کر تکان دور کرنا محض عارضی فائدہ ہوتا ہے۔ مثلاً یوں سمجھو۔ کہ کسی کو سخت درد ہو۔ تو اس کو افیون کھلا کر سُلا دیا جائے؛

یاد رہے کہ تمباکو نوشی کا اثر موروثی نہیں ہوتا۔ دہاں تمباکو نوش والدین کی اولاد کی طبائع میں اس عادت کی طرف میلان ضرور ہوتا ہے۔ یہ میلان طبع اعلیٰ تربیت۔ نیک نمونہ اور صحبت قائم رکھنے سے دور ہو سکتا ہے۔ حقہ نوشی کی عادت پڑنے میں نقل کو بہت

کچھ دخل ہے۔ اور بچوں میں قوت ارادی کم ہونے کی وجہ سے نیک و بد نقل جلدی اثر کرتی ہے۔ پس چاہئے کہ والدین اس عادت کو خود ترک کریں۔ اور بحالت مجبوری کم از کم اپنی اولادوں کے سامنے اس شنیعہ امر کے مرتکب نہ ہوں۔ دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ بعض نادان والدین اپنی اولاد کو ہر وقت حُقّہ بھرنے کو کہتے ہیں۔ جس سے یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایک دن اُس کی اولاد بھی تمباکو نوشی میں حصہ لینے لگ جاتی ہے۔ اس لئے والدین کو چاہئے۔ اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے اپنی اولادوں کو ایسا کام کرنے کو کبھی بھول کر بھی مجبور نہ کریں۔ اس عادت کو یک لخت خیرباد کہنا محال نظر آتا ہے۔ مگر انسان قوت ارادی۔ عزم مصمم۔ استقلال اور عالی ہمتی کے ذریعہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ یہی بہتر ہے کہ آہستہ آہستہ اس عادت کو کم کیا جائے۔ اور اس کے راستہ میں رُکاوٹیں ڈال کر اس سے نفرت پیدا کی جائے

تمباکو نوشی شراب اور دیگر منشی اشیا کی طرح تو نہیں۔ تاہم بہتر یہی ہے۔ کہ اس سے نفرت کی جائے۔ یہ ایک منحوس صورت ہے کہ انسان اپنے اندر دھواں داخل کر کے اور پھر خارج کرے۔ اگر علاج کے طور پر ضرورت نہ ہو۔ تو یونہی مال کو بے جا صرف کرنے میں شمار ہے۔ تندرست آدمی وہ ہے۔ جو کسی شے کے سہارے زندگی بسر نہیں کرتا۔ اہل دانش اور صاحب بصیرت لوگ لغو کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔

(۱۰) حُقّہ کا عادتاً استعمال بھی لغو کام اور بیہودہ حرکت ہے۔ جو ایک عقلمند انسان کی شان کے شایاں نہیں۔ ایسی اشیا کو ترک نہ کرنا غلطی ہے۔ جس چیز کے نقائص اس کے جزوی فوائد سے بہت زیادہ ہوں۔ ہمارے نوجوان طالب علموں میں بالخصوص اس موذی مرض سے پرہیز کرنا چاہئے +

فہرست سابقہ خریداروں کی جن سے ماہ مارچ ۳۱ء میں چندہ وصول ہوا

چٹ نمبر	نام خریدار معہ پتہ	رقم
۳۹	بابو کندن لال صاحب ڈھلال ریڈر دفتر میونسپل کمیٹی شہر راولپنڈی	۱ - ۸ - ۰
۱۵۸	بخشی پرمانند صاحب ایسر دھنگدیو الیسراں تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی	۲ - ۰ - ۰
۱۸۳	پنڈت گوبند رام صاحب تارا تارابھون کالج روڈ راولپنڈی	۲ - ۰ - ۰

چٹ نمبر	نام خریدار معہ پتہ	رقم
۲۰۶	مصر سندر داس صاحب الیسر محلہ سید پوری - راولپنڈی	۲-۰-۰
۲۱۶	بخشی بالک رام صاحب گرداور قانونگو متصل خالصہ ہائی سکول ڈاک خانہ تالاب مائی ویرو راولپنڈی	۲-۰-۰
۲۴۲	گوسائیں رلا رام صاحب گوسائیں نرائن داس صاحب اینڈ سنز راولپنڈی	۲-۰-۰
۲۵۱	پنڈت رام سہائے صاحب ہریال ایجنٹ دیوان ہرشچندر صاحب گپتا وکیل گوجرخاں -	۲-۰-۰
۲۹۲	بخشی رونق چند صاحب رینج آفیسر محکمہ جنگلات بمقام ایبٹ آباد ضلع ہزارہ	۲-۳-۰
۳۰۳	سردار گوکل سنگھ صاحب ہریال موہڑہ جگو ڈاک خانہ ہریال تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی	۲-۰-۰
۳۱۴	پنڈت رام ناتھ صاحب پاراشر معرفت مستری ایشر داس صاحب سوڈن ہیڈ الیکٹرک ڈاک خانہ براٹ ریاست منڈی	۲-۰-۰
۳۱۹	پنڈت پرتاپ چند صاحب ارجن بکنگ کلرک ریلوے سٹیشن کیمبل پور	۲-۳-۰
۳۴۶	پنڈت جگن ناتھ صاحب معرفت راما کمپنی پہاڑ گنج - دہلی -	۲-۳-۰
۳۶۲	پنڈت سالگ رام صاحب داسدیو ٹھیکیدار بھٹہ خشت ای روڈ متصل آریہ ہسپتال - راولپنڈی	۲-۰-۰
۳۸۶	پنڈت رادھے کرشن صاحب جمعدار لوئر کیرج بارہ کھمبا پی - ڈبلیو - ڈی - ڈاک خانہ نئی دہلی	۲-۳-۰
۳۹۰	بابو واسدیو جی اسسٹنٹ سٹور کلرک دفتر انجن شیڈ راولپنڈی	۲-۰-۰
۳۹۱	بابو خوشی رام صاحب ہیڈ سٹور کلرک دفتر انجن شیڈ راولپنڈی	۴-۰-۰
۳۹۳	بخشی ہری چند صاحب ہریال کلرک دفتر انجن " " "	۱-۰-۰
۳۹۵	بخشی پرسرام صاحب بھگال اورسیر بنگلہ ۱۳۶ ڈلہوزی روڈ راولپنڈی	۲-۰-۰
۴۰۷	بخشی سندر داس صاحب ہولہ پٹواری چھاچھی محلہ شہر راولپنڈی	۲-۰-۰
۴۷۱	بابو موہن سنگھ صاحب دیو یال متصل مندر لالہ کلیان داس صاحب شہر راولپنڈی	۲-۰-۰
۵۷۲	بابو چونی لال صاحب کلرک جنرل پوسٹ آفس راولپنڈی	۴-۰-۰
۷۰۰	بخشی رام سنگھ صاحب جھینگن پنشنر جمعدار گلی عطر سنگھ گنڈا بازار راولپنڈی	۲-۰-۰
۷۲۶	بخشی پرتاپ سنگھ صاحب کلرک محکمہ پی - ڈبلیو - ڈی - کیمبل پور	۴-۰-۰
۸۱۴	پنڈت گیان چند صاحب ہیڈ گارڈ محکمہ جنگلات غازی گھاٹ ضلع مظفر گڑھ	۲-۰-۰

ہر پربرنٹر پبلشر ... ہیڈ آنر

چٹ نمبر	نام خریدار معہ پتہ	رقم
۱۰۸۸	پنڈت بوا دتا میلا رام صاحب شرما موسم گلی غریب آباد سکھر (سندھ)	۲ - ۳ - ۰
۱۰۹۷	پنڈت عولی رام صاحب نقل نویس انگریزی دفتر جناب سیشن جج صاحب بہادر پشاور	۲ - ۳ - ۰
۱۰۹۸	پنڈت لکھمیداس صاحب سٹیر سپلائی ڈپو دروش ملک چترال	۲ - ۰ - ۰
۱۱۰۵	پنڈت ایشر داس صاحب فوٹوگرافر منٹگمری	۲ - ۳ - ۰
۱۱۱۳	بخشی شیو رام صاحب فارسٹ گارڈ ڈپو آفس ہیڈ مرالہ محکمہ جنگلات - ضلع سیالکوٹ	۲ - ۳ - ۰
۱۱۲۱	پنڈت ہری شنکر صاحب دوکاندار اینڈرسن روڈ متصل مکان سردار طاہر خاں - کوئٹہ ملک بلوچستان	۲ - ۳ - ۰
۱۱۲۹	پنڈت جگن ناتھ گوپال کرشن صاحب شرما جلال پور جٹاں	۲ - ۳ - ۰

فہرست نئے خریداروں کی جن سے ماہ مارچ سنہ ۳۱ء میں چندہ وصول ہوا

چٹ نمبر	نام خریدار معہ پتہ	رقم
۱۳۲۴	پنڈت گیان چند صاحب مجھو محلہ جگیاں شہر راولپنڈی	۲ - ۰ - ۰
۱۳۲۵	بابو نانک چند صاحب کلرک کلوڈنگ ڈپو "	۲ - ۰ - ۰
۱۳۲۶	پنڈت سیتا رام صاحب انسپکٹر ڈاکخانجات ضلع راولپنڈی	۲ - ۰ - ۰
۱۳۲۷	بخشی گوبند رام صاحب ریڈر اسسٹنٹ کمشنر صاحب بہادر چارسدہ ضلع پشاور	۲ - ۳ - ۰
۱۳۲۹	پنڈت لبھو رام صاحب پوسٹل کلرک بمقام کوئٹہ ملک بلوچستان	۲ - ۳ - ۰
۱۳۳۰	پنڈت ملاوا رام صاحب کلرک ناردرن کمانڈ راولپنڈی	۲ - ۳ - ۰
۱۳۳۱	بابو رام لعل صاحب سٹیشن ماسٹر جہلم	۲ - ۳ - ۰
۱۳۳۲	پنڈت ہربنس لعل صاحب چیکر ایم سپلائی ڈپو کمپنی - بنوں	۲ - ۳ - ۰
۱۳۲۸	پنڈت مدن لال صاحب شرما کلرک گرانڈلے اینڈ کو چھاؤنی پشاور	۲ - ۳ - ۰
۱۳۳۳	پنڈت تیرتھ رام صاحب پٹواری بمقام ٹانڈلے گورو ڈاکخانہ اجنیانوالہ - ضلع شیخوپورہ	۲ - ۰ - ۰
۱۳۳۴	پنڈت گنیش دت صاحب ڈرائنگ ماسٹر گورنمنٹ سکول منٹگمری	۲ - ۳ - ۰
۱۳۳۵	پنڈت نوہریا رام صاحب چک نمبر ۵/۱۴ ایل ڈاکخانہ چک نمبر ۶/۱۴ ایل براستہ اقبال نگر - ضلع منٹگمری	۲ - ۳ - ۰
۱۳۳۶	پنڈت رگھناتھ رائے صاحب شیڈ کلرک ریلوے سٹیشن بھکر - ضلع میانوالی	۲ - ۳ - ۰
	میزان	۲۷ - ۱۱ - ۰

مرد کے درخت سے راست روی کا معیار حاصل کرو

گوشوارہ حساب آمدنی و خرچ دفتر براہمن گزٹ بابت ماہ مارچ ۳۱ء

آمدنی

از سابقہ خریداران =	۶۶ - ۶ - ۰
از نئے خریداران =	۲۷ - ۱۱ - ۰
دان جو موصول ہوا =	۲ - ۰ - ۰
اجرت اشتہارات =	۱۳ - ۰ - ۰
سبھا فنڈ سے قرضہ لیا گیا =	۱۰۰ - ۰ - ۰
	۲۰۹ - ۱ - ۰
خسارہ جو ماہ فروری میں ادا کیا گیا	۶۵ - ۱۵ - ۹
	۱۴۳ - ۱ - ۳

خرچ

خرچ منی آرڈر =	۰ - ۸ - ۰
خرچ وی پی ہائے =	۷ - ۹ - ۶
خرچ ڈاک =	۱ - ۰ - ۰
محصولڈاک بیرنگ لفافہ آمدہ بلٹی پارسل =	۰ - ۲ - ۰
محصولڈاک روانگی پرچہ جات	۱۷ - ۱۱ - ۰
کرایہ لاری دورہ مینجر مابین راولپنڈی وگوجرخان	۱ - ۴ - ۰
تنخواہ اسسٹنٹ مینجر	۲۰ - ۰ - ۰
بل چھپوائی گزٹ = لکھائی ۱۱ر عـه کاغذ ۱۳ر ۶پائی لرعـه چھپائی ۶ سـه ر	۷۲ - ۱۴ - ۶
میزان	۱۲۱ - ۱ - ۰
بچت جو اس ماہ میں رہی	۲۲ - ۰ - ۳
میزان کل	۱۴۳ - ۱ - ۳

خوشی کی خبریں

اس ماہ میں ذیل کی خوشی کی خبریں موصول ہوئی ہیں - ہم ان اصحاب کی خدمت میں جن کا ان خبروں سے تعلق ہے مبارکباد عرض کرتے ہیں اور بدھان کے لئے درخواست کرتے ہیں

(۱) سردار گوردت سنگھ صاحب سیدھر سکنہ کونتریلہ کی شادی ہمراہ دختر بخشی شنکر داس صاحب پاندہ سکنہ کونتریلہ سے ہوئی *

(۲) پنڈت بودھ راج ولد پنڈت واسدیو سکنہ بندہ کی شادی ہمراہ دختر بخشی شیر سنگھ صاحب سکنہ ساگری کے ہوئی - عہ بدہان وصول ہوا -

(۳) پنڈت بھگوان داس صاحب کالا سکنہ کرپا کی دختر کی شادی ہمراہ پسر بخشی گورمکھ سنگھ صاحب سکنہ کوری کے ہوئی - عہ ربدہان وصول ہوا ؛

(۴) بخشی گھنشام داس صاحب مہتر سکنہ بڑکی بدہال تحصیل گوجرخاں کی شادی ہمراہ دختر بخشی ہری چند صاحب نوڈھیل تحصیل گوجرخاں کے ہوا - مبلغ دس روپے دان گزٹ فنڈ کو وصول ہوا ؛

(۵) مہتہ دینا ناتھ صاحب سنگ سکنہ ڈومن کی شادی ہمراہ دختر پنڈت دینا ناتھ صاحب باسن سکنہ پڑی دردیزہ ہوئی - مبلغ دو روپے دان بدست مہتہ رام لبھایا مل صاحب وصول ہوا

(۶) پنڈت وشوا ناتھ صاحب ولد رسالدار سیتا رام صاحب سکنہ میرپور کی شادی ہمراہ دختر مہتہ ہری چند صاحب سکنہ پلاہل کے ہوئی -

(۷) پنڈت رام لال صاحب سیدھر ولد پنڈت اپناشی رام صاحب سکنہ کوٹریلہ تحصیل گوجرخاں کی سگائی ہمراہ دختر بخشی ٹیک چند صاحب مدرس سکنہ دھنگدیو الیراں کے ہوئی

(۸) پنڈت موہن لال صاحب پاراشر موٹر ڈرائیور سکنہ کہوٹہ کی شادی ہمراہ دختر دیا رام صاحب سکنہ بٹھنڈا پانی کے ہوئی -

(۹) منشی بھگوان داس نہر کی شادی موضع نہسر میں ہوئی -

(۱۰) پنڈت ہیرانند صاحب سکنہ چھنی براہمناں کی شادی ہمراہ دختر پنڈت شیو چند سکنہ دران کوٹ کے ہوئی -

(۱۱) سردار بلونت سنگھ ولد سردار دھنپت سنگھ رتنال سکنہ جنڈ مہلو کی سگائی ہمراہ دختر بھائی اوتار سنگھ صاحب سوترہ عرائض نویس سکنہ بڑکی بدہال سے ہوئی -

غمی کی خبریں

اس ماہ میں ذیل کی غمی کی خبریں موصول ہوئی ہیں - جن پر ہم دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں

(۱) سردار امین سنگھ سکنہ رکھ براہمناں وفات پا گئے ؛